نعتیہ مجموعہ

مہبطِ جبرئیل

مصوّر لکھنوی

NEXT ISSUE......

TUM-HI-TUM

Printed at The Printing Chambers, Naya Gaon (W) Lucknow.

نعتیہ مجموعہ

مہبطِ جبرئیل

مصورؔ لکھنوی

مصنف	مصور لکھنوی
ناشر	مصور لکھنوی
طابع	نامی پریس لکھنؤ
خوشنویس	محبوب عالم
سنِ اشاعت	سنہ ۱۹۸۴ء
تعداد	چھ سو

قیمت
تیس ۳۰ روپے

ملنے کے پتے

۱۔ مصور لکھنوی ۱۵۹/۱۷۲۔ احاطہ لال خاں۔ امین آباد، لکھنؤ

۲۔ نسیم بک ڈپو نمبر ۲۵ لاٹوش روڈ، لکھنؤ

انتساب

اُن اکابرینِ اُمتِ مسلمہ کے نام

جو

نبیِ کریم علیہ التحیتہ والتسلیم کے اُسوۂ حسنہ

پر چل کر جادۂ حق پر گامزن ہیں۔

یہ کتاب
فخرالدین علی احمد میموریل کمیٹی
حکومت اترپردیش کے
مالی تعاون سے شائع ہوئی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاثرات

حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی

الحمد اللہ والصلوٰۃ والسّلام علیٰ رسول اللہ صلی اللہ وآلہ واصحابہ وسلم

مصوّر صاحب ممتاز نعت گو شاعر ہیں اور لکھنؤ سے ان کا تعلق ہے۔ راقم الحروف اپنی بساط کے مطابق نثری نعت وسیرت نگاری کے دشت کا سیّاح اور اس چمن کا ایک تنگ داماں گلچیں ہے اس لئے مصور صاحب سے ایک مناسبت اور ان کے مقدس و نازک موضوع کے آداب اور ذمہ داریوں سے کچھ واقف ہے۔

عزیز گرامی مولوی سید محمد رابع ندوی سلمہٗ نے بڑی تفصیل سے نعتیہ شاعری اور مصور صاحب کی نعت گوئی پر تبصرہ کیا ہے۔ افسوس ہے کہ میں اس وقت کسی تبصرہ کی سعادت حاصل نہیں کر سکتا کہ ایک طویل سفر کے لئے پابہ رکاب ہوں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ "مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید" ان کا نعتیہ کلام قارئین سے خود خراجِ تحسین وصول کرلے گا جیسا کہ لکھنؤ کی نامی گرامی مجالس میں سامعین سے وصول کر چکا ہے اور یہی حقیقی داد ہے اسی پر اکتفا کر رہا ہوں۔

۷، مارچ ۱۹۸۲ء

اللہ اگر توفیق نہ دے انسان کے بس کا کام نہیں
فیضانِ محبت عام سہی، عرفانِ محبت عام نہیں

★ ———— جگرؔ مراد آبادی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

تبصرہ

اللھم صل علی شفیعنا وحبیبنا ورسولنا ومولانا
محمد رسول اللہ وعلی آلہٖ وصحبہٖ اجمعین!

عربی زبان میں مدح ومنقبت جاہلی زمانہ سے رائج رہی ہے لیکن حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کے افراد کی وہ محبت حاصل ہوئی جو منفرد ویگانہ حیثیت رکھتی تھی۔ چنانچہ جب آپ کی منقبت بیان کی گئی تو اس میں محبت کا ایک خاص جذبہ بھی شامل ہوگیا۔ اس سے ان کی منقبت خاص طور پر دوآتشہ بن گئی، ایک طرف تو اس میں رنگ منقبت کا تھا اور دوسری طرف محبت وعشق کا اور یہیں سے اس صنفِ شاعری کا آغاز ہوا جس کو نعت کہتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شاعرِ خاص حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

وَاَحۡسَنُ مِنۡكَ لَمۡ تَرَ قَطُّ عَیۡنِیۡ — وَاَجۡمَلُ مِنۡكَ لَمۡ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقۡتَ مُبَرَّاً مِنۡ کُلِّ عَیۡبٍ — کَاَنَّكَ قَدۡ خُلِقۡتَ کَمَا تَشَاءُ

(ترجمہ) آپ سے زیادہ اچھا میری آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا، اور آپ سے زیادہ حسین فرد عورتوں نے نہیں جنا، آپ ہر عیب سے اس طرح صاف وپاک پیدا کیے گئے ہیں گویا آپ اپنی مرضی کے مطابق پیدا ہوئے۔

اور

اِنَّ اَبِیْ وَوَالِدُہٗ وَعِرْضِیْ لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْکُمْ وِقَاءٌ

(ترجمہ) میرے باپ اور دادا اور خود میری آبرو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آبرو کے لئے ڈھال ہے۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں، آپ کے دفاع میں اور پھر وفات ہونے پر آپ کے غم میں ایسے ایسے اشعار کہے ہیں جن میں قصیدے کا لطف اور تغزل کی تاثیر جمع ہوگئی اور صرف انھیں نے نہیں بلکہ ان کے دیگر معاصرین نے بھی یہ راہ اختیار کی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص شعراء میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت عبداللہ بن رواحہ اور حضرت کعب بن مالک کے نام نمایاں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عم زاد بھائی حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ کے بعض قصائد بھی اس سلسلہ کے اچھے قصائد ہیں اور مشہور شاعر کعب بن زہیر نے آپکی منقبت میں جو قصیدہ پیش کیا اس نے اس وقت کے مقبول اور موثر طرز ہونیکی وجہ سے ایک خاص شہرت حاصل کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شاعر کو اپنی چادر مبارک تحفہ میں عنایت فرمائی۔ چادر مبارک کی نسبت سے یہ قصیدہ قصیدۂ بردہ کہلایا اور بعد میں آنے والے متعدد شعراء نے اس کی نقل بھی کی اور پھر ایسے قصیدے کو قصیدۂ بردہ کے نام سے موسوم کیا گیا۔

دراصل یہ طرزِ کلام ظہورِ اسلام کے وقت عربوں میں سب سے زیادہ مؤثر طرزِ کلام تھا، جس پر عرب سر دھنتے تھے، اسی کو کعب بن زہیر نے اسلام قبول کرتے ہوئے نذرانۂ عقیدت کے طور پر پیش کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غالباً یہ محسوس فرمایا کہ ایک شاعر اپنے نزدیک یہی بہتر سے بہتر نذرانۂ عقیدت پیش کر سکتا ہے

چنانچہ آپ نے کعب بن زہیر کی اس مخلصانہ پیش کش کی قدر فرمائی۔ کعب بن زہیر نے اپنا قصیدہ اس شعر سے شروع کیا۔

بَانَتْ سُعَادُ فَقَلْبِی الْیَوْمَ مَتْبُوْلُ

مُتَیَّمٌ اِثْرَهَا لَمْ یُفْدَ مَکْبُوْلُ

(ترجمہ) سعاد رخصت ہوئی، چنانچہ میرا دل آج غمزدہ ہے، سعاد کے پیچھے وارفتہ ہے بلکہ ایسا قید ہے کہ اس کو رہائی نہیں مل رہی ہے۔

مدح رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اس طرزِ کلام کی پیروی کرنے والوں میں عربی میں سب سے زیادہ شہرت ایک مصری شاعر بوصیری رحمتہ اللہ علیہ نے حاصل کی جو ایک صوفی بزرگ تھے۔ انھوں نے ایسے موثر ڈھنگ اور والہانہ جذبے کیساتھ اپنے خیالات اسی طرزِ کلام میں قلم بند کئے کہ عرصہ تک مصر و عالم عرب میں ان کے اس قصیدے کو لوگ پڑھتے اور سر دھنتے رہے۔ اردو میں موثر ڈھنگ پر یہ طرز نعت حضرت محسن کاکوروی نے اختیار کیا اور مقبولیت حاصل کی، وہ کہتے ہیں ع

سمتِ کاشی سے چلا جانبِ متھرا بادل

ظہورِ اسلام کے وقت مدح کے خیالات الگ ڈھنگ سے پیش کئے جاتے تھے۔ اور محبت و عشق کے لئے الگ ڈھنگ سے۔ ظہورِ اسلام کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے اصحاب کو جو عشق و تعلق تھا اس نے مدح کو عشق و محبت سے جوڑ دیا، اور اسی سے وہ صنف شاعری وجود میں آئی جس کو ہم نعت کہتے ہیں اور دیگر زبانوں میں منتقل ہوئی۔ یہ صنف شاعری ترقی کرتی ہوئی اردو اور فارسی میں پہونچی اور اس قدر بڑھی کہ شاید اس صنف میں دیگر زبانوں کے مقابلہ میں فارسی اور اردو کو امتیاز حاصل ہوا۔ ان دونوں زبانوں کے شعراء نے ایسے ایسے ڈھنگ سے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا جن میں جدت، کشش اور اثر نمایاں رہا۔

صنف نعت میں شاعرانہ فنکاری، عاشقانہ سوز و گداز اور جذبۂ مذہبی تینوں طرح کی خصوصیات جمع ہوجاتی ہیں، اس طرح تینوں اقسام کے لوگوں کو یکساں لطف ملتا ہے۔

نعت میں ایک طرف شاعرانہ نازک خیالی ہوتی ہے اور دوسری طرف مذہبی جذبہ اور عقیدے کی احتیاط بھی ہوتی ہے۔ یہ احتیاط اس لیئے کہ شاعر محبت و شاعرانہ انداز اظہار جذبات کے لئے اونچے اونچے الفاظ لانا چاہتا ہے اور یہ اس کا حق بھی ہے لیکن احتیاط اس بات کی متقضی ہوتی ہے کہ فرق مراتب کو نظر انداز نہ کردے۔ ایک مسلمان کے لئے یہی وہ نزاکت ہے جسکی پابندی کرکے وہ ایسے مذہب کے شاعر سے مختلف ہوجاتا ہے جس میں رسول اور خدا کے درمیان کوئی حدِ فاصل نہیں رہ جاتی اور خدا اور رسول، خدا و انسان کی حدیں واضح نہیں ہوتی ہیں۔

مسلمان شعرا نے مدح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ان حدود کو قائم رکھا ہے اور یہی وہ معیارِ کلام ہے جس سے رسول یا برگزیدہ انسان کی منقبت اسلام میں اور دوسرے مذاہب میں الگ الگ رنگ کی ملے گی۔

اردو میں نعت گوئی اردو زبان کے آغاز ہی سے شروع ہوئی اور اس میں شعراء نے اپنی اپنی صلاحیتوں کے مطابق حصہ لیا۔ جذباتِ محبت کا بیان، عقیدت کا اظہار نازک خیالی اور بلاغتِ شعری کے اچھے اچھے نمونے سامنے آئے مصور لکھنوی صاحب نے بھی اس سلسلہ میں اچھی کاوشیں کیں۔ لکھنؤ کے نعتیہ مشاعروں میں اپنے کلام کو پیش کیا اور دادِ تحسین قبول کی اور بتدریج ان کی شاعری دیگر اقسام کے مقابلہ میں نعت گوئی کی طرف زیادہ مائل ہوگئی۔ چنانچہ ان کے پاس نعتوں کا ایک منتخب مجموعہ تیار ہوگیا۔ ان کے کلام میں برجستگی، سلاست اور سہولتِ بیان

کے ساتھ حلاوت و اثر کا رنگ جگہ جگہ جھلکتا نظر آتا ہے۔ جس کا کچھ اندازہ ذیل کی چند مثالوں سے کیا جا سکتا ہے۔

عشقِ مدینہ شوقِ حضوری
پوچھ نہ مجھ سے اے مجبوری

وہ دل میں ہیں آنکھ سے اوجھل
اتنی قربت اتنی دوری

جن کو مرادیں مانگ نہ آئیں
ان کی مرادیں ہو گئیں پوری

کیوں تیز ہوئی جاتی ہے دھڑکن مرے دل کی
شاید نظر آنے لگے آثارِ مدینہ

بھرتا ہی نہیں دل کبھی طیبہ سے مصوّر
اللہ ری یہ رونقِ بازارِ مدینہ

کفر کی تیرگی بے اثر ہو گئی
آپ تشریف لائے سحر ہو گئی

رحم و انصاف کا بول بالا ہوا
ظلم کی زندگی مختصر ہو گئی

محوِ دیدار کو یہ خبر ہی نہیں
رات کب ڈھل گئی کب سحر ہو گئی

قبۂ نور پر جب نگاہیں پڑیں
دل کی دنیا اِدھر سے اُدھر ہوگئی

مصور صاحب نے چند نبوی نصائح واحادیث کے معانی کو بھی نظم کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے اور ان کا ایک حصہ اس مجموعہ کے آخر میں دیا ہے، اس میں سلاست اور دیانتِ علمی کا اظہار ہوا ہے۔ مثلاً وہ حدیثِ نبوی کہ اگر آدم کے بیٹے کو ایک وادی بھر کر سونا مل جائے تو اس کو دوسری وادی بھر کر ملنے کی طلب ہوگی اور دو وادی مل جائے تو تیسری وادی بھر کر ملنے کی طلب ہوگی۔ الی آخرہ کو مصور صاحب نے حسب ذیل طریقہ سے نظم کیا ہے۔

"حرصِ دولت"

ابنِ عباسؓ سے مروی ہے حدیثِ محکم
ہے یہ ارشادِ گرامیِ شہنشاہِ اُمم

ابنِ آدم کے لئے ہوتے اگر دو میداں
دولت و ثروت و نعمت سے مرصّع تاہم

کرتا وہ آدمی اک تیسرے میداں کی تلاش
کون بھر سکتا ہے مٹی کے سوا اس کا شکم

اور وہ بندۂ اللہ جو تائب ہو جائے
پھر تو اللہ بھی اس بندہ پہ کرتا ہے کرم

مصور صاحب کا یہ نعتیہ مجموعہ ایک اچھا دینی و ادبی تحفہ ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کو قبول فرمائے اور مقبول بنائے۔ آمین

مولانا سید محمد رابع الحسنی الندوی
صدر شعبہ عربی دارالعلوم ندوۃ العلما لکھنؤ

مورخہ ۱۰ رجمادی الاول ۱۴۰۷ھ
(مطابق ۱۳ فروری ۱۹۸۷ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ حال

آج سے تقریباً تیس۳۰ پینتیس۳۵ سال قبل لکھنؤ کی ادبی محفلوں میں غزل کا جادو سر چڑھ کر بول رہا تھا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ لکھنؤ کی پہچان اُس وقت کے اعلیٰ معیاری مشاعرے بھی تھے لیکن تقریباً وہ سارے کے سارے ادبی مشاعرے ہوتے تھے جن میں بیشتر طرحی ہوا کرتے تھے۔ میں نے بھی اُسی ماحول میں آنکھ کھولی تھی اور تقریباً دس بارہ سال میری ابتدائی شاعری بھی خالص ادبی شاعری ہی رہی تھی۔

اُس زمانے میں نعتیہ مشاعروں کا رواج عام طور پر نہیں تھا اور نہ ہمارے شعراء ہی اِس صنفِ شاعری میں طبع آزمائی کی جرأت کرتے تھے۔ چند مخصوص نعت گو شاعر تھے جو عام طور پر ہمارے یہ مشاعروں کی شرکت سے اجتناب کرتے تھے اور کبھی کبھی سیرت کے جلسوں میں یا میلاد کی مخصوص محفلوں میں شریک ہو جایا کرتے تھے۔ اُن شعراء میں لکھنؤ کی ایک نمایاں شخصیت زائرِ حرم حضرت حمید صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی تھی جو نہ صرف سچے عاشقانِ رسولؐ میں سے تھے بلکہ نعت شریف ایسے والہانہ انداز سے اپنی مترنم آواز میں پڑھتے تھے کہ اہلِ محفل جھوم جھوم جایا کرتے تھے اور اُن کی آنکھیں گہر بار ہو جایا کرتی تھیں۔

حمید صاحب کی پُر خلوص، والہانہ اور جذباتی شاعری نے مجھ پر بھی گہرا اثر ڈالا اور میرا بھی رجحان نعت گوئی کی طرف بڑھا لیکن چونکہ عام مشاعروں میں نعت پڑھنے کا لکھنؤ میں کوئی ماحول نہیں تھا اس لئے میں دل ہی دل میں ایک گھٹن سی محسوس کیا کرتا تھا۔ بالآخر میں یہ سوچنے پر مجبور ہوا کہ کیوں نہ خالص نعتیہ مشاعرے منعقد کرائے جائیں اور اس طرح ایک نعت گوئی کا بھی ماحول پیدا کیا جائے۔

اُس وقت میں انجمن فردوسِ ادب لکھنؤ کا ایک رکن بھی تھا اس لئے یہی بہتر سمجھا کہ اپنی انجمن ہی سے اس کی داغ بیل ڈالی جائے۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے میں نے اپنے ایک نہایت سرگرم اور مضبوط ارادے کے رکن حضرت بسمل صدیقی صاحب مرحوم و مغفور سے تبادلۂ خیال کیا۔ اتفاق سے ربیع الاول کا مہینہ بھی قریب تھا ہم دونوں نے یہ طے کیا کہ اس کے لئے مناسب اور موزوں تاریخ ۱۱ر اور ۱۲ر ربیع الاول کی درمیانی شب رہے گی۔ جب ہم دونوں ایک رائے سے متفق ہو گئے تو انجمن فردوسِ ادب کے دوسرے بزرگ اور ذمہ دار اراکین کے سامنے یہ تجویز رکھی گئی جن میں خاص طور پر حکیم محمد نذیر موہانی صاحب مرحوم اور الحاج آمین سلونوی صاحب مرحوم بھی تھے۔ آمین صاحب بڑے باہمت اور حوصلہ مند انسان تھے۔ جب سوال انجمن کے مالی وسائل کا اٹھا تو تنہا آمین سلونوی صاحب کی ذات تھی جس نے اعلان کیا کہ اس نعتیہ مشاعرے کا بار انجمن فردوسِ ادب لکھنؤ پر نہیں ڈالا جائیگا بلکہ ہم اہالیانِ شہر سے چندہ جمع کر کے اس تقریب کو منائیں گے۔ پھر ہم سب ممبران انجمن فردوسِ ادب متفقہ طور پر اس تقریب کے انعقاد کے واسطے مصروف ہو گئے اور بفضلہ تعالیٰ لکھنؤ میں پہلا نعتیہ مشاعرہ انجمن فردوسِ ادب لکھنؤ کے زیر اہتمام گنگا پرشاد میموریل ہال امین آباد لکھنؤ میں ۱۹۵۱ء میں منعقد ہوا۔ اس مشاعرے کی کامیابی کا یہ عالم تھا کہ جو لوگ اس تقریب میں نہیں شریک ہو سکے تھے وہ کفِ افسوس ملتے تھے اور اپنی عدم شرکت کے دکھ کا اظہار کرتے تھے۔

اکابرینِ شہر کی حمایت سے اب ہمارے حوصلے بہت بلند ہو چکے تھے اور اگلے سال بیشتر مقتدر ہستیاں اس تقریب میں ہمارے شانہ بشانہ تھیں کثرتِ اجتماع کے خیال سے ہم کو اس تقریب کے لئے امین الدولہ پارک کے وسیع میدان کا انتخاب کرنا پڑا اور پھر سال بہ سال یہ سلسلہ ایسا بڑھا کہ ایک تقریب کا کام ختم نہیں ہوپاتا تھا کہ دوسری تقریب کا کام شروع ہو جاتا تھا یہاں تک کہ انجمن فردوسِ ادب لکھنؤ کی عید میلاد النبی صلعم کی تقریب عالمگیر شہرت کی مالک بن گئی جس میں نہ صرف اکابرین حکومت ہند کے بلکہ بیرون ملک سے مسلم ممالک کے پیغامات وصول ہونے لگے اور بعض عرب ممالک نے اپنے خصوصی نمائندے بھی اس تقریب میں شرکت کرنے کیلئے بھیجے۔

اس تقریبِ سعید کا اثر ہمارے غزل گو شعرا پر یہ پڑا کہ وہ بھی نعت گوئی کی طرف راغب ہو گئے اور یہ ذوقِ سخن خدا کے فضل و کرم سے ایک سعادتِ عظمیٰ بن کر کتنوں کی فکر و نظر کو چمکا گیا۔ چنانچہ اب تک کتنے نعتیہ مجموعے منظرِ عام پر آ چکے ہیں اور کتنے آ رہے ہیں اور یونہی انشاء اللہ آتے رہیں گے۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسی بابرکت تقریب عید میلاد النبی صلعم کا فیض ہے کہ آج مجھے بھی اللہ نے توفیق دی ہے کہ میں اپنا نعتیہ مجموعۂ کلام "مہبطِ جبریل" کے نام سے ناظرین کے سامنے پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔

نعت گوئی کے سلسلہ میں اتنا ضرور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ فن بہت ہی مشکل اور نازک فن ہے ذرا سی لاپروائی یا غفلت قہرِ الٰہی کا سبب بن سکتی ہے۔

عرفی مشتاب ایں رہ نعت است نہ صحرا است
آہستہ کہ رہ بر دمِ تیغ است قدم را

میری نعت گوئی سے رغبت محض ذاتِ گرامی رسالت مآب صلعم سے والہانہ محبت اور بے پناہ جذبۂ عقیدت کی بنا پر ہوئی۔ شعر کہنے میں ہمیشہ محتاط روییّہ

اختیار کرنے کی کوشش کی۔ خاص طور پر مقامِ اُلوہیّت اور مقامِ نبوّت کے حفظِ مراتب کا خیال پیشِ نظر رہا۔ اس کے باوجود انسان چونکہ خطا و نسیان کا مرکب ہے لغزش اور غلطی حدودِ امکان سے باہر نہیں۔ اس صورت میں اگر کسی غلطی کا شائبہ بھی ہے تو سوائے اس کے کہ بارگاہِ باری تعالیٰ اور بارگاہِ رسالت مآب صلعم میں سرِ تسلیم خم کر کے اظہارِ ندامت کروں اور کوئی جائے عافیت نہیں۔

اللہ ربّ العزت کی جناب میں دست بدعا ہوں کہ میری لغزشوں اور خطاؤں کو معاف فرمائے اور ناظرینِ کرام سے بھی مستدعی ہوں کہ وہ میرے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔

میرا تذکرہ تشنہ رہ جائے گا اگر اتنا اور عرض نہ کردوں کہ مولانا سید محمد رابع صاحب صدر شعبۂ عربی دارالعلوم ندوۃ العلما لکھنؤ کا جتنا بھی شکر گذار ہوں اسلئے کم ہے کہ باوجود بے پناہ مصروفیت کے موصوف نے میرے سارے مجموعہ کلام کو عمیق نظر سے دیکھا اور جہاں بھی انکو توحید کے نقطۂ نظر سے کچھ شکوک محسوس ہوئے۔ مجھے اپنا عالمانہ مشورہ دیا کہ اس کو بدل دیا جائے تو بہتر ہے۔ میں نے انکا مشورہ شکریہ کیساتھ قبول کیا اور حتی الوسع بعض اشعار کے الفاظ بدل دئے اور بعض اشعار حذف کر دئے لیکن حضرت مولانا علی میاں صاحب کا تو شکریہ ادا ہی نہیں کیا جاسکتا کہ باوجود بالکل فرصت نہ ہونے کے مولانا نے میرے مسودے پر ایک نظر بھی ڈالی اور قیمتی تاثرات سے سرفراز فرمایا جو نہ صرف میرے لئے بلکہ اس مجموعہ کے لئے ایک بیش قیمت تحفہ ہیں۔

آخر میں جناب رباب رشیدی شاہجہانپوری، احمد میرٹھی، ڈاکٹر افضال احمد عمر انصاری، انوار میرٹھی، عرفان لکھنوی، احسان نانپاروی اور فیروز نظامی بریلوی کا بھی شکر گذار ہوں جن کی والہانہ محبتوں اور کوششوں سے یہ نعتیہ مجموعہ کلام اشاعت پذیر ہوا۔

منصور لکھنوی

ترتیب

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
	نعتیں	
۲۵	طیبہ کے نظارے	۱
۲۸	بطحا کے نظارے	۲
۳۲	نورِ ذوالجلال	۳
۳۴	شمعِ فروزاں	۴
۳۷	شدّتِ شوق	۵
۳۹	بیتابِ حضوری	۶
۴۱	جادۂ طیبہ	۷
۴۳	حسنِ نظر	۸
۴۴	عشقِ مدینہ	۹
۴۶	حریمِ قدس	۱۰
۴۹	خاکِ شفا	۱۱
۵۲	طیبہ کی بہاریں	۱۲
۵۵	سلام	۱۳
۵۷	ناز بالائے ناز	۱۴

وڈنا

نعتیں

روزِ محشر کہ جاں گداز بود
اوّلیں پرسشِ نماز بود

با خدا دیوانہ باش و با محمدؐ ہوشیار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طیبہ کے نظارے

اک خاص کیف و نور کی دنیا ہے اور ہم
پچھلا پہر ہے گنبدِ خضرا ہے اور ہم

موجیں ہیں رحمتوں کی سہارا دئے ہوئے
اُن کی نوازشات کا دریا ہے اور ہم

پیشِ نظر ہیں روضۂ اطہر کی جالیاں
نظروں میں کائناتِ تمنّا ہے اور ہم

شاید نگاہِ خاص اِدھر بھی اُٹھے کبھی
اب بابِ جبرئیل کا گوشا ہے اور ہم

دُوری ہے اُن سے اتنی کہ قربت کہیں جسے
جالی کا ایک وسط میں پردا ہے اور ہم

ٹھہرا تھا آ کے ناقۂ حضرت کبھی جہاں
اُس مسجدِ قُبا کا نظارا ہے اور ہم

سرشار ہو رہی ہیں مدینے کی گھاٹیاں
لب پر صدائے بَدرُ عَلَینا ہے اور ہم

وہ شاہِ دوسرا ہیں جسے بھی نواز دیں
اب اُن کے سامنے دلِ رُسوا ہے اور ہم

شائد یہیں سے اپنی دُعا مُستجاب ہو
راحت سرائے فاطمہ زہراؓ ہے اور ہم

یا ہے ستونِ عائشہؓ آماج گاہِ شوق
یا جستجوئے منزلِ سلمیٰ ہے اور ہم

یا رب قدم اُٹھیں تو ادب سے قدم اُٹھیں
پھر جنّتُ البقیع کا رستا ہے اور ہم

نظروں میں اب تو دولتِ کونین ہیچ ہے
طیبہ ہے، اُن کا نقشِ کفِ پا ہے اور ہم

طیبہ سے چھُٹ کے لذّتِ دُوری نہ پوچھئے
سینے میں ایک دردِ گوارا ہے اور ہم

شاید حریمِ نورِ مصوّر قریب ہے
اب ہر قدم پہ شوق کا سجدا ہے اور ہم

* * *

بطحا کے نظارے

مصوّرِ حریمِ خدا دیکھ آئے
سُنا تھا جو اُس سے سِوا دیکھ آئے

نہ پوچھو کہ بطحا میں کیا دیکھ آئے
ہر اک سمت نورِ خدا دیکھ آئے

وہ ہر دم طواف اور سعیٔ مسلسل
عجب منظرِ خوشنما دیکھ آئے

وہ گلبار نکہت فضائے حرم کی
گلستانِ جنّت نما دیکھ آئے

کہیں مُلتزم ہے کہیں چاہِ زمزم
مقاماتِ عفوِ خطا دیکھ آئے

مقامِ براہیم و میزابِ رحمت
نشاناتِ جُود و عطا دیکھ آئے

بصد اضطرابِ تمنّائے رحمت
درِ کعبتہُ اللہ وا دیکھ آئے

حسیں حلقہ ہائے صُفوفِ حرم بھی
بصد شکرِ ربُّ العُلیٰ دیکھ آئے

نہ دے پائے جب سنگِ اسود کو بوسہ
بہ اندازِ مہر و وفا دیکھ آئے

بصد احترام و بصد شوقِ خاطر
عبادت گہِ انبیا دیکھ آئے

وہ خلوت گہِ آفتابِ رسالت
وہ فردوسِ غارِ حِرا دیکھ آئے

وہ لحنِ اذاں کتنی مسحور کُن تھی
حرم میں عجب ماجرا دیکھ آئے

بشر تو بشر ہے مگر گردِ کعبہ
پرندوں کا بھی گھومنا دیکھ آئے

ہر اک سمت لاکھوں تھا دلِ روشن
شبِ نور بارِ مِنا دیکھ آئے

جہاں سے کیا شقِّ مہ وہ جبل بھی
بدامانِ کوہِ صفا دیکھ آئے

غرض عرض یہ ہے کہ ہم کو بلا کر
خدا نے جو دِکھلا دیا دیکھ آئے

طوافِ وداعی کا عالم نہ پوچھو
حرم سے جدا جب ہوئے ہم نہ پوچھو

نورِ ذوالجلال

آج یہ کس کا ذکر ہے رونق دروحِ انجمن
محفلِ کائنات ہے نغمہ طراز و نغمہ زن

دور ہیں ہم حجاز سے دل ہے مگر حجاز میں
ہم چمن آشنا نہیں دِل تو ہے طائرِ چمن

قُبّۂ نور پر فدا ہوتے ہیں جیسے مہر و ماہ
ہم بھی یونہی نثار ہوں دل میں لگی ہے یہ لگن

گاہ بہ کیفِ بوئے گل گاہ بہ لحنِ طائراں
صلِّ علیٰ روش روش ـ صلِّ علیٰ چمن چمن

وہ تو ہیں نورِ ذوالجلال سائے کا انکے کیا سوال
پیکرِ نور جسمِ پاک ۔ پرتوِ نور پیرہن

شاملِ رزم ہیں کبھی ۔ داخلِ بزم ہیں کبھی
گاہ وہ میرِ قافلہ ۔ گاہ وہ شمعِ انجمن

سارے جہاں کے واسطے عام ہیں انکی رحمتیں
ان کے حدودِ فضل میں ایک ہیں شیخ و برہمن

نعت کی صنف الاماں سخت ہے راہ بے گماں
دیکھ سنبھل کے چل یہاں کھیل نہیں ہے یہ سخن

ذکر مصوّر آپ کا مقصدِ زندگی ہے جب
وصفِ رسولؐ میں کھلے جب بھی کھلے ترا دہن

شمعِ فروزاں

دنیا ہی نہیں روشن عقبیٰ بھی درخشاں ہے
طیبہ تری گلیوں میں وہ شمع فروزاں ہے

بطحا ہو کہ طیبہ ہو اک دل ہے تو اک جاں ہے
وہ غنچۂ ایماں ہے یہ نکہتِ ایماں ہے

آ بیٹھ تو کشتی میں کیوں ہیبتِ طوفاں ہے
ہر عازمِ بیت اللہ۔ اللہ کا مہماں ہے

وہ باغِ قبا ہو یا آرام گہِ نوری
طیبہ کا ہر اک منظر فردوس بداماں ہے

وہ قافلے والوں کا اک سلسلۂ دلکش
مکے سے مدینے تک اک جشنِ چراغاں ہے

ممکن ہی نہیں اُن کے اِکرام سے محرومی
خود انکی کریمی ہی جب سلسلہ جنباں ہے

جو در پہ پہونچ جائے کیا کچھ نہ وہ پا جائے
طیبہ کا نظارا ہی ہر درد کا درماں ہے

وہ گنبدِ خضرا کے انوارِ سحر گاہی
بہتے ہوئے دریا میں اُمڈا ہوا طوفاں ہے

سلجھا دیا کچھ ایسا ہر پیچ و خمِ ہستی
ہر فلسفیٔ عالم انگشت بدنداں ہے

سمجھا تھا حضوری سے کچھ دل کو سکوں ہوگا
دیکھا تو مرے دل کی آگ اور فروزاں ہے

لب ہائے مطہرؐ پر وہ موج تبسم کی
نادیدہ سہی لیکن تسکینِ دل و جاں ہے

حال اُن سے مصوّرؔ کا اتنا ہی کوئی کہدے
پھر آپ کا شیدائی بیتاب و پریشاں ہے

قطعہ

السّلام اے شہنشہِ لولاک
وجہ تسکینِ دیدۂ نمناک
تیرے صدقے میں ہے مکرّم تر
ورنہ آدم تھا ایک ذرّۂ خاک

شدّتِ شوق

دل مرا شدّتِ شوق سے چور ہے
کیا مدینہ یہاں سے ابھی دور ہے

آنکھ اشکوں سے دل غم سے معمور ہے
کیا مرے سامنے قبّۂ نور ہے

حال جالی کے نیچے کا کیا پوچھنا
کیف ہی کیف ہے نور ہی نور ہے

کون جانے کہ طیبہ کا اک راہ رَو
کتنا بیتاب ہے۔ کتنا مسرور ہے

اپنی اپنی ہے قسمت کہ بابِ حرم
دل سے نزدیک ہے آنکھ سے دور ہے

اللہ اللہ تصوّر کی گہرائیاں
میکدہ دور ہے تشنہ لب چور ہے

جی میں ہے اُڑ کے اُن تک پہونچ جائیں ہم
لیکن انسان بھی کتنا مجبور ہے

پھر مصوّر کو آقا بلا لیجئے
پھر غلام آپ کا آپ سے دور ہے

بیتابِ حضوری

طیبہ کے لئے قصدِ سفر ہے کہ نہیں ہے
آقا کے بُلاوے کی خبر ہے کہ نہیں ہے

جیسے کوئی کھینچے لئے جاتا ہے مدینے
یہ فرطِ محبت کا اثر ہے کہ نہیں ہے

اے بادِ صبا تو ہی ذرا پوچھ لے اُن سے
ہم پر بھی عنایت کی نظر ہے کہ نہیں ہے

اک عاصی و مجبور ہے بیتابِ حضوری
اشکوں کا بھی اُس در پہ گذر ہے کہ نہیں ہے

میں خود نہ سہی دل تو ہے انکی ہی گلی میں
گلزارِ مدینہ مرا گھر ہے کہ نہیں ہے

جبریلؑ سلامی کو جہاں آئیں وہ چوکھٹ
نازش کدۂ جنّ و بشر ہے کہ نہیں ہے

تاریکیاں ہیں نور کی کرنوں سے مُنوّر
ہر شام مدینے کی سحر ہے کہ نہیں ہے

نیرنگیٔ اظہارِ وفا دیکھ مصوّر
یہ نعت باندازِ دگر ہے کہ نہیں ہے

جادۂ طیبہ

ہم جا کے دیارِ طیبہ میں کیا پوچھئے کیا کیا دیکھیں گے
نقشِ رہِ دنیا دیکھیں گے۔ نقشِ رہِ عقبیٰ دیکھیں گے

جب پچھلے پہر لائے جذبۂ دل ہم گنبدِ خضرا دیکھیں گے
انوارِ سحر گاہی کی قسم ہر نقشِ تمنّا دیکھیں گے

ارماں تو بہت کچھ ہیں لیکن دل ہی جو بھر آیا کیا ہوگا
منہ سے تو نہ کچھ کہہ پائیں گے بس گنبدِ خضرا دیکھیں گے

مضمر ہیں اسی میں سب راہیں سرکار کے نقشِ پا کی قسم
منزل کا نشاں مل جائے گا جب نقشِ کفِ پا دیکھیں گے

وہ منبرِ مسجدِ نبوی ہو یا سجدہ گہِ محرابِ حرم
سر اپنا جہاں بھی رکھ دیں گے کچھ اور ہی نقشا دیکھیں گے

سینے سے لگائیں گے اُسکو چومیں گے قدم بڑھ کر اُس کے
ہم جادۂ طیبہ سے یارب جس کو بھی گذرتا دیکھیں گے

ہم اُن کا تصوّر کرتے ہیں دل اپنا دھڑکنے لگتا ہے
اُس وقت کا عالم کیا ہوگا جب اُنکو سراپا دیکھیں گے

وہ وقتِ سحر کرنوں کی ضیا شبنم سے دُھلی طیبہ کی فضا
ایسے میں مصوّرِ حسنِ قبا کچھ اور بھی نکھرا دیکھیں گے

حسنِ نظر

حبیبِ دو عالم کا گھر دیکھتے ہیں
کہ فردوس پیشِ نظر دیکھتے ہیں

دلآویزاں بڑھتی جاتی ہیں اُس کی
سوئے طیبہ ہم جس قدر دیکھتے ہیں

مُعطّر مُعطّر، مُنوّر مُنوّر
مدینے کی شام و سحر دیکھتے ہیں

کچھ اہلِ نظر عالمِ خواب میں بھی
جمالِ قُبا رات بھر دیکھتے ہیں

مصوّر مدینہ ہے وہ شمعِ روشن
کہ حسرت سے شمس و قمر دیکھتے ہیں

عشقِ مدینہ

عشقِ مدینہ، شوقِ حضوری
پوچھ نہ مجھ سے لے مجبوری

وہ دل میں ہیں آنکھ سے اوجھل
اتنی قربت اتنی دُوری

جن کو مُرادیں مانگ نہ آئیں
اُن کی مُرادیں ہوگئیں پوری

خواب گہِ سرکارِ دوعالم
مشکلیں مشکلیں۔ نوری نوری

یہ بھی سب اُن کا ہی کرم ہے
ورنہ ہم اور قُبّۂ نوری

اُن کے در پر اتنا روئے
دِل کی تمنّا ہوگئی پوری

چشم زدن میں عرشِ بریں پر
اُن کے لئے کیا ہے یہ دُوری

ذکرِ اللہ ۔ ذکرِ محمّدؐ
وہ بھی ضروری ۔ یہ بھی ضروری

ذکرِ صحابہؓ بھی ہو مصوّر
نعت جبھی تو ہوگی پوری

حریمِ قدس

دیدِ حریمِ قدس کا ارماں لئے ہوئے
ہم جی رہے ہیں دل میں گلستاں لئے ہوئے

طیبہ میں دیکھ کر مجھے ہے قدسیوں میں ذکر
کون آ گیا یہ نقدِ دل و جاں لئے ہوئے

سوئے حبیبؐ دیکھئے نظریں بھی اٹھ سکیں
جا تو رہے ہیں دید کا ارماں لئے ہوئے

برسا وہ جالیوں سے جمالِ نظر فروز
ہم رہ گئے نگاہِ پشیماں لئے ہوئے

کچھ رہروانِ راہِ مدینہ ہیں شاد شاد
کچھ جا رہے ہیں دیدۂ گریاں لئے ہوئے

پہونچے تھے اُن کے در پہ دلِ تیرہ لیکے ہم
واپس ہوئے تو شمعِ فروزاں لئے ہوئے

کیا کیا سکوں ملا ہے دیارِ حبیبؐ میں
جب جب گئے ہیں قلبِ پریشاں لئے ہوئے

اللہ رے احترامِ گلستانِ مصطفےؐ
آئی خزاں تو ابرِ بہاراں لئے ہوئے

کونین میں ہے ایک مدینے کی سرزمیں
صحرا بدست۔ خلد بداماں لئے ہوئے

محرومیوں کا ذکر ہی کیا اُس دیار میں
ہر ذرہ ہو جہاں مئے عرفاں لئے ہوئے

وہ قبۂ جمیل کی جلوہ طرازیاں
اپنے جِلَو میں نیّرِ تاباں لئے ہوئے

پہلی کرن ہی قلب و جگر تک اُتر گئی
صدہا متاعِ لذّتِ پیکاں لئے ہوئے

جو حالِ دل تھا اپنا مصوّر دمِ وداع
اب بھی وہی ہے شدّتِ طوفاں لئے ہوئے

خاکِ شفا

ہم پچھلے پہر نورِ قُبا دیکھ رہے ہیں
سرکار کو خود جلوہ نما دیکھ رہے ہیں

طیبہ تری گلیوں میں یہ کیا دیکھ رہے ہیں
پھیلی ہوئی پھولوں کی رِدا دیکھ رہے ہیں

کس شوق سے ہم غارِ حرا دیکھ رہے ہیں
خلوت گہِ محبوبِ خدا دیکھ رہے ہیں

بھرتی ہی نہیں قبۂ انور سے طبیعت
یا تذکرۂ شوق ہے یا دیکھ رہے ہیں

رکتے ہی نہیں آنکھ سے آنسو کسی صورت
اللہ یہ ہم سامنے کیا دیکھ رہے ہیں

جالی کی طرف دیکھ کے دل کہتا ہے اپنا
ہم کو بھی شہِ ہر دوسرا دیکھ رہے ہیں

انوار کی یہ بارشِ پیہم ارے توبہ
اُمڈی ہوئی رحمت کی گھٹا دیکھ رہے ہیں

کتنے ہیں جو در اصل پہونچتے ہیں مدینے
ہم راہ کے نقشِ کفِ پا دیکھ رہے ہیں

نظروں کو ذرا دید کے قابل تو بنا لیں
آنکھوں سے ابھی خاکِ شفا دیکھ رہے ہیں

دراصل دو عالم ہیں اُنھیں کیلئے جنکو
ہم وقتِ سحر محوِ دعا دیکھ رہے ہیں

ہے سب کی نظر گنبدِ خضرا پہ مصوّر
ہم آنکھ جھکائے ہوئے کیا دیکھ رہے ہیں

——— دُعا ———

قطعہ

السّلام اے گرامیٔ معراج
انبیا و رُسُل کے دُرِّ تاج
تیرے رحم و کرم کے طالب ہیں
تیرے مسکین و بیکس و محتاج

طیبہ کی بہاریں

ہے انجمن آرائی طیبہ کی بہاروں میں
پھر شوق کی بن آئی طیبہ کی بہاروں میں

ہر ایک ہے شیدائی طیبہ کی بہاروں کا
کیا چیز نظر آئی طیبہ کی بہاروں میں

اے گلشنِ ایوبی آ دیکھ ذرا تو بھی
تنویرِ شکیبائی طیبہ کی بہاروں میں

ڈھونڈے تو کوئی جا کر کیسے نہیں ملتی ہے
یعقوب کی بینائی طیبہ کی بہاروں میں

جو طور پہ موسیٰ نے جلتے ہوئے دیکھی تھی
وہ شمع نظر آئی طیبہ کی بہاروں میں

میں بھول گیا ہمدم جنت کی بہاروں کو
اس کیف سے نیند آئی طیبہ کی بہاروں میں

وہ خاطرِ افسردہ - واماندہ و پژمردہ
وہ حوصلہ افزائی طیبہ کی بہاروں میں

ہے نقشِ سراپا بھی - ہے نقشِ کفِ پا بھی
ہے لطفِ جبیں سائی طیبہ کی بہاروں میں

وہ لطف و کرم اُن کے نادیدہ و پوشیدہ
وہ عالمِ تنہائی طیبہ کی بہاروں میں

خود ہوش و خرد بڑھ کر جان اُس پہ چھڑکتے ہیں
پھرتا ہے جو سودائی طیبہ کی بہاروں میں

بے ساختہ جب نظریں روضہ کی طرف اُٹھّیں
جنت ہی نظر آئی طیبہ کی بہاروں میں

پھرتا ہے مصوّر بھی غم دیدہ و نم دیدہ
بنکر ترا سودائی طیبہ کی بہاروں میں

— د، ۶ —

سلام

اَلسّلام اے سرورِ دنیا و دیں　　اَلسّلام اے سبز گنبد کے مکیں
اَلسّلام اے نورِ رحمت کے امیں
اَلسّلام اے رحمتُ اللعالمیں

اَلسّلام اے ابنِ آدم اَلسّلام　　وجہِ تخلیقِ دو عالم اَلسّلام
اَلسّلام اے رونقِ دنیا و دیں
اَلسّلام اے رحمتُ اللعالمیں

اَلسّلام اے صاحبِ بندہ نواز　　اَلسّلام اے غمزدوں کے چارہ ساز
اَلسّلام اے دردمندوں کے امیں
اَلسّلام اے رحمتُ اللعالمیں

السّلام اے تاجدارِ انس و جاں السّلام اے نازشِ قدوسیاں
السّلام اے مہبطِ روحُ الامیں
السّلام اے رحمتُ اللعالمیں

رہنمائے اصفیا و اولیا پیشوائے مرسلین و انبیا
مقتدائے اولین و آخریں
السّلام اے رحمتُ اللعالمیں

نازِ بالائے ناز

دل میں دردِ حجاز کیا کہنا غم مسرّت نواز کیا کہنا
سبز گنبد کی جالیوں کے قریب دل کا سوز و گداز کیا کہنا
عرشِ اعظم پہ سیّدِ عالم نازِ بالائے ناز کیا کہنا
وہ قریبِ سحر بہ صحنِ حرم مجمعِ پاک باز کیا کہنا
پاس بیٹھے ہیں حضرتِ جبریلؑ رونقِ بزمِ ناز کیا کہنا
ہند سے جب روانہ ہوتے ہیں زائرانِ حجاز کیا کہنا
کس محبت سے ہو رہی ہے طے راہِ دور و دراز کیا کہنا

برکتیں اُن کے نقشِ پا کی نہ پوچھ　　　سرنگوں سرفراز کیا کہنا

عرشِ اعظم پہ وہ شبِ معراج　　　محوِ راز و نیاز کیا کہنا

دل ہو وقفِ غمِ حبیبِ خدا　　　اور عمرِ دراز کیا کہنا

اے مصوّرؔ حریمِ کعبہ میں
جو ادا ہو نماز کیا کہنا

چراغِ حرم

جب سے دائم مدینے کا غم ہوگیا
جوالم دل میں تھا کالعدم ہوگیا

اُنکے نقشِ قدم پر جو خم ہوگیا
اللہ اللہ وہ سر محترم ہوگیا

دُور ایوانِ شاہِ اُمم ہوگیا
ہائے طیبہ کا چھٹنا ستم ہوگیا

دیدہ و دل تو تھے جالیوں کی طرف
جانے کیوں دامن اشکوں سے نم ہوگیا

اوّل اوّل حریمِ تمنّا تھا دل
آخر آخر چراغِ حرم ہوگیا

جاکے دیکھ آئے پھر قبۂ نور کو
جب کبھی جذبۂ شوق کم ہوگیا

فخرِ کونین کے نام پر مر مٹے
مقصدِ زندگانی بہم ہوگیا

انکی یادوں نے بخشا وہ کیف و سکوں
ابتو دل کا دھڑکنا بھی کم ہو گیا

یوں مکیں ہے مرے دل میں طیبہ کی یاد
جیسے طیبہ مرے دل کا غم ہو گیا

جھک گئے اسکے قدموں پہ کون و مکاں
کملی والے کا جس پر کرم ہو گیا

اے تصور دہ طیبہ کی گلیاں نہ پوچھ
سر جہاں سرکشوں کا بھی خم ہو گیا

— دوہا —

تعلقِ خاص

جہاں میں یوں تو بہت حق شناس رہتے ہیں
مگر جو گنبدِ خضرا کے پاس رہتے ہیں

مجھے یقیں ہے کہ خاصانِ طیبہ ہیں وہ بھی
جو ہجرِ طیبہ میں اکثر اداس رہتے ہیں

ادب سے اہلِ مدینہ کا ذکر کر ہمدم
تجھے خبر بھی ہے وہ کس کے پاس رہتے ہیں

دلوں کو جنکے مدینے سے ہے تعلقِ خاص
وہ دور رہتے ہوئے آس پاس رہتے ہیں

بغیر جالیاں دیکھے بھی دل کو چین نہیں
جو دیکھتے ہیں تو پہروں اُداس رہتے ہیں

اُنھیں کے دن بھی درخشاں اُنھیں کی راتیں بھی
جو بارگاہِ نبوّت کے پاس رہتے ہیں

بس اک نگاہ اٹھائی تھی سوئے قبۂ نور
نہ جانے اب کہاں ہوش و حواس رہتے ہیں

جسے کبھی دیکھئے طیبہ میں اپنا لگتا ہے
یہاں تو جیسے سبھی ہم شناس رہتے ہیں

مصوّر ان کی شفاعت پہ جب یقیں ہے تو پھر
کیوں آپ نالہ کشِ بیم و یاس رہتے ہیں

دوہا

جنّتِ دنیا

کون و مکاں میں گوہرِ یکتا کہیں جسے
وہ قصرِ نور، گنبدِ خضرا کہیں جسے

بے شک نظر سے دور مگر دل کے پاس ہے
وہ جنتِ خیال، مدینا کہیں جسے

چلمن وہ جالیوں کی حریمِ رسول میں
بزمِ نیاز و ناز کا پردا کہیں جسے

وہ قبۂ جمیل۔ وہ مجموعۂ کرم
اللہ کی رحمتوں کا خزانہ کہیں جسے

اب جو ملیں گے ہم نہ جدا ہونگے پھر کبھی
ایسا یقین ، ہجر گوارا کہیں جسے

کیا کیا تھا دل میں سامنے کچھ بھی نہ کہہ سکے
ایسا سکوت ، عرضِ تمنّا کہیں جسے

جو بھی وہاں گیا وہ شفایاب ہو گیا
وہ خاکِ پاکِ طیبہ ، مسیحا کہیں جسے

رحمت بنا کے بھیجا ہے خالق نے دہر میں
ایسا حبیبؐ ، غیر بھی اپنا کہیں جسے

امن و سکوں جہاں میں اگر ہے تو ہیں وہیں
وہ ارضِ پاک ، جنتِ دنیا کہیں جسے

نقشِ قدم پر اُن کے وہ پیہم سُجودِ شوق
اِس درجہ بے خودی، کہ تقاضا کہیں جسے

طیبہ کا اشتیاق مصوّر نہ پوچھئے
وہ فرطِ اضطراب، کہ سودا کہیں جسے

قطعہ

خوب تمھیں پہچان لیا ہے
شافعِ محشر مان لیا ہے
حشر میں ہم چھوڑینگے نہ دامن
اب تو یہ دل میں ٹھان لیا ہے

ترانۂ عیدِ میلاد

ہر طرف پھر خوشی کی گھٹا چھا گئی آ گئی عیدِ میلاد پھر آ گئی

جب سے دنیا میں تشریف لائے نبی
مِٹ گئی تیرگی
بڑھ گئی روشنی
جو گھٹا بھی اٹھی نور برسا گئی
بربریّت کا تختہ اُلٹنے لگا
ظلم پٹنے لگا
رحم بٹنے لگا
شام کی تیرگی پر سحر چھا گئی
ہر طرف پھر خوشی کی گھٹا چھا گئی آ گئی عیدِ میلاد پھر آ گئی

آگیا وقتِ ذکرِ رسولِ انام
انکا اعلیٰ مقام
انبیاء کے امام
انکی خدمت میں لکھوں درود و سلام
ان سے قرآں کے وہ تیس ۳۰ پارے ملے
وہ اشارے ملے
وہ سہارے ملے
ہر تمنا نئی زندگی پا گئی
ہر طرف پھر خوشی کی گھٹا چھا گئی — آگئی عیدِ میلاد پھر آگئی

دوہا

رحمتیں ابر بن کے چھانے لگیں
دل لبھانے لگیں
گل کھلانے لگیں
ڈالیاں باغ کی لہلہانے لگیں
اہلِ گلزار خوشیاں منانے لگے
گیت گانے لگے
غم بھلانے لگے
دُکھ بھری زندگی خود ہی شرما گئی
ہر طرف پھر خوشی کی گھٹا چھا گئی — آگئی عیدِ میلاد پھر آگئی

زندگی موت کی سمت اک راہ ہے
خوب آگاہ ہے
پھر بھی گمراہ ہے
جانتا ہے جو فرمانِ اللہ سے
جب ازل سے ابد تک ہے تیرا سفر
کچھ تو ساماں کر
موت سے بے خبر
وہ کلی کیا جو دو دن میں کمہلا گئی
ہر طرف پھر خوشی کی گھٹا چھا گئی   آ گئی عیدِ میلاد پھر آ گئی

---- (۵) ----

تھام لے تھام لے دامنِ مصطفےٰ ﷺ
ظلم سے باز آ
رحم کرنا سکھا
حالِ زار ایک دن پھر سدھر جائیگا
صبر کر صبر مایوس و حیراں نہ ہو
دیکھ ناداں نہ ہو
کچھ پریشاں نہ ہو
کامرانی کی منزل قریب آ گئی
ہر طرف پھر خوشی کی گھٹا چھا گئی   آ گئی عیدِ میلاد پھر آ گئی

وہ جو آقا کی الفت سے معمور ہیں

پاس یا دور ہیں

لاکھ مسرور ہیں

لیکن اپنی طبیعت سے مجبور ہیں

ذکر سنتے ہی پہلو بدلنے لگے

دل مسلنے لگے

اشک ڈھلنے لگے

اے مصوّر یہ نعت اور تڑپا گئی

ہر طرف پھر خوشی کی گھٹا چھا گئی آگئی عیدِ میلاد پھر آگئی

رہروِ عرشِ معلّٰی

جب کبھی گنبدِ خضرا کا خیال آتا ہے
مظہرِ نورِ تجلّیٰ کا خیال آتا ہے

شاید اب راہِ ہدایت بھی ہمیں مِل جائے
آپ کے نقشِ کفِ پا کا خیال آتا ہے

ابتو روشن ہیں نگاہیں بھی منوّر دل بھی
پیکرِ نورِ سراپا کا خیال آتا ہے

کاش پھر قبۃ النور ہو وہی وقتِ سحر
پھر مجھے عرضِ تمنّا کا خیال آتا ہے

جس نے گمراہی و ظلمت سے نکالا ہم کو
اُسی محسن اُسی آقا کا خیال آتا ہے

بن کے جو مہر میں غارِ حرا سے چمکا
آج اُس گوہرِ یکتا کا خیال آتا ہے

کتنے پیچھے ہیں ابھی چاند پہ جانے والے
رہروِ عرشِ معلّیٰ کا خیال آتا ہے

مہر دیکھا مہ و انجم کی ضیا بھی دیکھی
بس اُسی گنبدِ خضرا کا خیال آتا ہے

جس کو اللہ نے محبوب بنایا اپنا
پھر اُسی شاہدِ رعنا کا خیال آتا ہے

انکی محفل ہے کہ مجموعۂ ماہ و انجم
انکی یادوں میں صحابہؓ کا خیال آتا ہے

کیا کروں عرضِ مصوّر بہ حضورِ آقا
مجھ کو اپنے دلِ رسوا کا خیال آتا ہے

— وہ نا —

قطعہ

شمعِ محفل۔ میرِ مجلس۔ رہبرِ منزل کہیں
جسم سے تم کو اگر تشبیہ دیں تو دِل کہیں
رحمتیں بے تھاہ۔ الطاف و نوازش بے پناہ
تم وہ دریا ہو جسے دریائے بے ساحل کہیں

لمحۂ تنہائی

اللہ ری طیبہ کی زیبائی و رعنائی
جس سمت نظر اٹھی جنت ہی نظر آئی

دیوانہ دشتی اپنی صد شکر کہ راس آئی
اُس شمعِ رسالت کا پروانہ بنا لائی

آجاتی ہے یاد اُنکی جب کوئی نہیں ہوتا
میرے لئے رحمت ہے ہر لمحۂ تنہائی

ہے شوقِ حضوری بھی احساسِ ندامت بھی
کیا شانِ تمنّا ہے کیا شانِ تمنّائی

بے نطق نہیں ہیں ہم دربارِ نبوّت میں
ہے عالم خاموشی اک عالمِ گویائی

اب گنبدِ خضرا کے ہر وقت نظارے ہیں
آنکھوں میں جو صورت تھی وہ دل میں اُتر آئی

یاد اُن کی رگ و پے میں کچھ ایسی سمائی ہے
محسوس نہیں ہوتی محفل ہے کہ تنہائی

گو قربتِ آقا سے محروم مصوّر ہے
کیا فرق محبت میں دوری ہو کہ یکجائی

——— ۶۵ ———

دریائے کرم

گھنگھور گھٹاؤں سے برسا ہے کرم اُنکا
جب بھی کبھی چھایا ہے دل پر مرے غم اُنکا

جو خُلد کے خواہاں ہیں خُلد انکو مبارک ہو
اپنے لئے کافی ہے دامانِ کرم اُنکا

اب اس سے بھی آساں کیا ہوگا سفرِ ہستی
ہر گام پہ روشن ہے اک نقشِ قدم اُنکا

موقوف ہمیں پر کچھ الطاف نہیں اُنکے
ہر ذرّۂ عالم ہے ممنونِ کرم اُنکا

وہ شافعِ محشر ہیں ہم سب کو بچا لینگے
جب جوش پر آئے گا دریائے کرم اُنکا

آج اُن کے طریقوں پر کتنے ہیں عمل پیرا
اظہارِ عقیدت میں بھرتے ہیں جو دم اُنکا

دنیا بھی ہمیں حاصل اور دین کی دولت بھی
وہ بھی ہے کرم اُنکا یہ بھی ہے کرم اُنکا

کیوں نعتِ مصوّر پر وہ اشک نہ بھر لائیں
جو ذکر بھی سنتے ہیں بادیدۂ نم اُنکا

—— و٭ا ——

طلع البدرُ علینا

جنت ہے نگاہوں میں نہ عقبیٰ ہے نظر میں
شاید کہ ابھی گنبدِ خضرا ہے نظر میں

دنیا تو بس اک نقشِ گوارا ہے نظر میں
در اصل مدینہ ہی مدینا ہے نظر میں

اب دل بھی منوّر ہے نگاہیں بھی منوّر
وہ بارگہِ نورِ سراپا ہے نظر میں

وہ جالیاں وہ عالمِ مشتاق نگاہی
اب دل کی اُمنگوں کا تقاضا ہے نظر میں

کیوں وجد ہمیں مدحتِ آقا پہ نہ آئے
نقشِ طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا ہے نظر میں

اے شمعِ رہِ کون و مکاں ڈھونڈھنے والے
ان کا بھی کوئی نقشِ کفِ پا ہے نظر میں

وہ وقتِ سحر گنبدِ خضرا کے نظارے
رحمت کا اک امڈا ہوا دریا ہے نظر میں

جب سے ہے نگاہوں میں گلستانِ مدینہ
بے کیف ہر اک منظرِ دنیا ہے نظر میں

وہ بارگہِ نور وہ بیتاب نگاہی
جیسے کوئی پیغامِ تمنّا ہے نظر میں

دیکھا تھا کبھی وہ حرمِ نور مصوّر
ابتک وہی جلوہ وہی نقشا ہے نظر میں

اظہارِ تمنّا

جب نبیﷺ کی محبت میں ڈھل جائینگے
غم کے لمحے خوشی سے بدل جائینگے

روئیں گے در پہ اُنکے مچل جائینگے
کچھ یونہی دل کے ارماں نکل جائینگے

لاکھ اپنے قدم ڈگمگائیں تو کیا
ہم مدینے میں ہیں پھر سنبھل جائینگے

روشنی دل میں پھر کم نہ ہوگی کبھی
جب چراغ اُنکی الفت کے جل جائینگے

اس لئے سبز گنبد میں وہ ہیں نہاں
دیکھ لیں گے تو پروانے جل جائینگے

جالیوں کے قریب آ کے دیکھیں ذرا
جتنے پتھر کے دل ہیں پگھل جائینگے

حشر میں جب نہ ہوگا سہارا کوئی
اُن کا دامن پکڑ کر مچل جائینگے

راہِ طیبہ مصوّر کٹھن ہی سہی
ہم تو اس راہ میں سر کے بل جائینگے

جود و فیض

ذاتِ بشر کو اشرف و اعلیٰ بنا دیا
نورِ نبیؐ نے خاک کا رتبہ بڑھا دیا

آئینِ زندگی وہ نرالا بنا دیا
جینا سکھا دیا ہمیں مرنا سکھا دیا

کچھ ایسے رہروی کے طریقے بتا دیئے
پُر پیچ منزلوں سے گذرنا سکھا دیا

پُر نور دو جہاں ہیں اُسی گھر کے نور سے
جس گھر میں مدتوں کوئی جلتا نہ تھا دیا

سمجھو اُسی پہ خاص عنایت کی ہے نظر
وہ بیکس و غریب جسے غم سوا دیا

انکی تلاش کی تو خدا کی تلاش کی
اُن کو بھلا دیا تو خدا کو بھلا دیا

کون و مکاں میں اُسکو اماں پھر نہ مل سکی
جس کو شہِ اُمم نے نظر سے گرا دیا

اپنے شکم پہ بھوک سے پتھر بندھے ہوئے
اوروں پہ جود و فیض کا دریا بہا دیا

ایسے گناہگار مصوّر پہ یہ کرم
مدحت سرائے گنبدِ خضرا بنا دیا

سلام

اے شہِ انس و جاں سلامٌ علیک — نازشِ قدسیاں سلامٌ علیک
السّلام اے محمدِ عربیؐ — فخرِ کون و مکاں سلامٌ علیک
السّلام اے تتمّۂ ادیان — خاتمِ مرسلاں سلامٌ علیک
السّلام اے معلّمِ الاخلاق — خوش عمل خوش بیاں سلامٌ علیک
السّلام اے امینِ صدق و صفا — میرِ دارالاماں سلامٌ علیک
السّلام اے منارۂ توحید — اے منوّر نشاں سلامٌ علیک
السّلام اے شفیعِ روزِ جزا — محسنِ عاصیاں سلامٌ علیک
السّلام اے مصاحبِ المسکیں — مونسِ بےکساں سلامٌ علیک
اے کہ نطقِ تو گل فشاں ہر دم — اے کہ شیریں زباں سلامٌ علیک
اے کہ روئے تو رشکِ بدرِ منیر — اے کہ نورِ جہاں سلامٌ علیک
ہر نفس ہر نفس ہزار کرم — مہرباں مہرباں سلامٌ علیک

دشت بادشت بے شمار درود گلستاں گلستاں سلامٌ علیک
کوچہ کوچہ ترانۂ توصیف ہر مکاں ہر مکاں سلامٌ علیک

اے مصوّر زِشام ذکر و درود
صبح گاہے بُخاں سلامٌ علیک

قطعہ

رسولِ امیں اِس قدر یاد آئیں
محبت کے جذبات اتنا ستائیں
مدینے پہونچ کر مدینے کے اندر
تمنّا ہے ہم راستہ بھول جائیں

عرضِ حال

سرکارِ دو عالم ﷺ کے حضور میں

مرحبا رہبرِ اسلام رسولِ عربی ﷺ
مرحبا سیّدِ اقوام رسولِ عربی ﷺ

دیکھیے حال ہمارا کہ مٹے جاتے ہیں
ہم ہیں اور گردشِ ایّام رسولِ عربی ﷺ

اللہ اللہ یہ گل افشانیٔ تہذیبِ نو
ہوتے جاتے ہیں ستم عام رسولِ عربی ﷺ

دوسرے کرتے ہیں جو کام تو بن جاتے ہیں
اور ہم رہتے ہیں ناکام رسولِ عربی ﷺ

یہ عجب لطف ہے کرتا ہے خطا کوئی اور
ہم کیے جاتے ہیں بدنامِ رسولِ عربیؐ

غیر کی فرطِ مسرّت سے تو ہے شام بھی صبح
اپنی تو صبح بھی ہے شامِ رسولِ عربیؐ

اب ذرا اپنے بھی حالات پہ کچھ غور کریں
کیوں ہے یہ تلخیٔ ایّامِ رسولِ عربیؐ

اس قدر بڑھ گئے ہم اپنی حدود سے آگے
دہریت ہم میں ہوئی عامِ رسولِ عربیؐ

ایک معبودِ حقیقی کا گذر مشکل ہے
دل میں ہیں سینکڑوں اصنامِ رسولِ عربیؐ

دِل سے مفقود ہوا عزمِ زبیرؓ و خالدؓ
ہائے وہ جذبۂ اسلام رسولِ عربیؐ

اب کوئی کام زمانے میں بنے تو کیونکر
ہم ہوئے خوگرِ آرام رسولِ عربیؐ

جب سے ہم ہو گئے مسحورِ جمالِ دنیا
ہم سے رخصت ہوا اسلام رسولِ عربیؐ

پیروی چھوڑ دی اصحابؓ کی جب سے ہم نے
ہو گیا اپنا یہ انجام رسولِ عربیؐ

ظلم کی زندگی مختصر ہوگئی

کفر کی تیرگی بے اثر ہوگئی
آپ تشریف لائے سحر ہوگئی

رحم و انصاف کا بول بالا ہوا
ظلم کی زندگی مختصر ہوگئی

محوِ دیدار کو یہ خبر ہی نہیں
رات کب ڈھل گئی کب سحر ہوگئی

قبۂ نور پر جب نگاہیں پڑیں
دل کی دنیا اِدھر سے اُدھر ہوگئی

شدّتِ شوق کا حال کیا پوچھئے
دِل دھڑکنے لگا آنکھ تر ہوگئی

پڑ گئی قبۂ نور پر جو نظر
وہ نظر در حقیقت نظر ہوگئی

اب اسے چھوڑ کر ہم کہاں جائینگے
اب تو اُن کی گلی اپنا گھر ہوگئی

اے مصوّر حرم کی یہ رعنائیاں
ہر نظر وقفِ دیوار و در ہوگئی

دربارِ نبوّت

دِل عشقِ محمدؐ میں شعلہ ہے نہ شبنم ہے
الفاظ نہیں ملتے اب غم کا یہ عالم ہے

اے صلِّ علیٰ دل اب لذّتِ کشِ ہر غم ہے
اک دردِ مسلسل ہے اک سوزشِ پیہم ہے

دربارِ نبوّت کی یہ شان ہی کیا کم ہے
ہر سر بھی یہاں خم ہے ہر دِل بھی یہاں خم ہے

کونین کی دولت کو ہم لیکے کریں گے کیا
آقا کی غلامی ہی اپنے لئے کیا کم ہے

کیا نذر کروں آقا کچھ پاس نہیں میرے
بس اک دلِ رُسوا ہے یا دیدۂ پُرنم ہے

مخلوق جسے چاہے خالق بھی جسے چاہے
وہ ذاتِ گرامیؐ سرکارِ دو عالمؐ ہے

جاوید بہاریں ہیں گلزارِ محمدؐ کی
جو پھول ہے پائندہ جو شاخ ہے مُحکم ہے

اُس گنبدِ خضرا کا نقشہ کوئی کیا کھینچے
اک کیفِ سراپا ہے اک نورِ مجسّم ہے

اب حشر میں کیا ہوگی محرومی و رسوائی
انجو مرے ہاتھوں میں دامانِ مکرّم ہے

ہاتھوں سے مصوّر بس دامن نہ چُھٹے انکا
وہ شافعِ محشر ہیں کس بات کا پھر غم ہے

انوارِ حقیقت

اک بار مدینے ہو آئیں ہر درد کا درماں ہو جائے
انوارِ حقیقت دیکھ آئیں تسکینِ دل و جاں ہو جائے

ہنگامِ حضوری اے آقا کچھ ایسا بھی ساماں ہو جائے
ہم جو نہ زباں سے کہہ پائیں آنکھوں سے نمایاں ہو جائے

اظہارِ محبت کیوں کر ہو، ہم عرضِ تمنّا کیسے کریں
اس محفلِ اقدس میں جا کر جب دل ہی پشیماں ہو جائے

صد رشکِ جمالِ ایماں ہے، صد روکشِ نورِ عرفاں ہے
اللہ رے وہ عاصی جس کی رحمت ہی نگہباں ہو جائے

کچھ پھول ہیں دل میں الفت کے کچھ کلیاں ہیں اُنکی یادوں کی
اے کاش بہار آئے ایسی دل رشکِ گلستاں ہو جائے

وہ طرزِ حقیقت اپناؤ وہ پیرویِ سرکار کرو
تصویرِ صحابہؓ بن جاؤ جو دیکھے مسلماں ہو جائے

اللہ کی رحمت ہو اُس پر جو نامِ محمدؐ سنتے ہی
پہلے تو درود اُن پر بھیجے پھر اشک بداماں ہو جائے

سرکار جو خوش اللہ بھی خوش ۔ اللہ جو خوش کونین بھی خوش
سرکار بس اپنے ہو جائیں ہر مشکل آساں ہو جائے

مِل جائیں جو نقشِ پا اُنکے ہو جائیں وہ کافی میرے لئے
دنیا کی تو قیمت ہی کیا ہے فردوس بھی ارزاں ہو جائے

محض الفت کی جذبات بھری باتوں سے مصوّرؔ کیا حاصل
آقا کو اگر خوش کرنا ہے کچھ کارِ نمایاں ہو جائے

وہ گنبدِ خضرا کا منظر وہ نور کی برکھا پچھلے پہر
آ جائے مصوّرؔ لطف اگر ایسے میں غزلخواں ہو جائے

قطعہ

یہ ممکن ہے ساتھ اپنے دولت نہ لائیں
عزیز و اقارب سے بھی باز آئیں
مگر ہم سے اے حشر یہ تو نہ ہو گا
کہ طیبہ کے ذرّے یہیں چھوڑ جائیں

نکہت و نور

نکہت و نور میں ڈوبی جو بہار آئی ہے
شاید اک بات مدینے میں گذار آئی ہے

ہر طرف ذکرِ شہنشاہِ اُمم ہے اے دوست
در حقیقت جسے کہتے ہیں بہار آئی ہے

از طرف ارضِ مدینہ بہ سوئے دل گیراں
جو گھٹا اٹھی ہے رحمت بہ کنار آئی ہے

وہ بہ ہنگامِ حضوری خلشِ مہجوری
جذبۂ عرضِ تمنّا کو ابھار آئی ہے

ایک پیغام ہے اُنکا جو فلک تک پہونچا
ایک رحمت ہے جو کونین سنوار آئی ہے

اُمتیں جتنی بھی تھیں قبلِ ظہورِ اسلام
سب کی رِل حِل کے اِس امّت پہ بہار آئی ہے

یہ حقیقت ہے مصور کہ اُنھیں مشکل میں
جب پکارا ہے تو رحمت کئی بار آئی ہے

—— ۵ ——

محبوبِ یزداں

بیاں کیا معجزہ ہو زندۂ جاوید قرآں کا
یہ وہ کشتی ہے جس نے رُخ بدل ڈالا ہے طوفاں کا

دیا وہ مرتبہ اللہ نے ذاتِ محمدؐ کو
معمّہ خود بخود حل ہو گیا توقیرِ انساں کا

وہ حسنِ گنبدِ خضرا وہ انوارِ سحر گاہی
فضا میں ایک دریا موجزن ہے شانِ یزداں کا

مدینے پا پیادہ جانے والے رحمتیں اُن پر
مزا جو لوٹتے ہیں نشترِ خارِ مغیلاں کا

عجب کیف و سُرور و وجد کا عالم ہے طیبہ میں
کہ ہر سمت ایک منظر ہے بہارِ صد گلستاں کا

بُرا ہوں یا بھلا جیسا بھی ہوں میں آپ ہی کا ہوں
مُداوا کچھ تو اب کر دیجئے تابِ پشیماں کا

سوا اس کے سرِ تسلیم خم ہے اور چارہ کیا
اُٹھا سکتے نہیں کونین بھی بارِ اُنکے احساں کا

مدینے کے قریب آ کر بڑھی کچھ ایسی بیتابی
تماشا دیکھنے ہی رہ گئے ہم چشمِ حیراں کا

فرشتے سرنگوں ہیں اور زمین و آسماں ساکت
مصوّر ذکر ہے شاید کہیں محبوبِ یزداں کا

امینُ الامیں

حصُولِ دولتِ دنیا و دیں کی بات کریں
خدا کے بعد رسولِ امیں کی بات کریں

ہیں جس کے نور سے روشن تمام کون و مکاں
تو کیوں نہ ہم اُسی ماہِ مُبیں کی بات کریں

بہارِ گلشنِ طیبہ کے سامنے اے دوست
سُنے گا کون جو خلدِ بریں کی بات کریں

اَحَد نے روزِ ازل جس کو کہدیا محمودؐ
تو ہم بھی لائقِ صد آفریں کی بات کریں

ہر اک نبیِ مکرّم پہ بے شمار سلام
اب آؤ اپنے امینُ الامیں کی بات کریں

نظر میں گنبدِ خضرا کے وہ نظارے ہیں
کہ دل یہ کہتا ہے عرشِ بریں کی بات کریں

وہ نورِ روزِ ازل بھی وہ شمعِ بزمِ ابد
اُس اوّلیں کی اُسی آخریں کی بات کریں

یہ آسماں یہ مہ و مہر کیا بساط ان کی
جہاں ہے چشمۂ رحمت وہیں کی بات کریں

حدیثِ احمدِ مرسلؐ بھی حکمِ ربّی ہے
گماں تو کفر ہے عینِ یقیں کی بات کریں

وہ شانِ گلشنِ طیبہ میں ہے کہ قدسی بھی
رہیں تو خُلد میں لیکن زمیں کی بات کریں

مصوّر ارضِ مدینہ سے عرشِ اعظم تک
کہیں جبیں کو جھکائیں کہیں کی بات کریں

قطعہ

محبت میں دل آج گھبرا رہا ہے
تصوّر حقیقت بنا جا رہا ہے
ابھی تو یہاں سے ہے کوسوں مدینہ
ابھی سے مدینہ نظر آ رہا ہے

ترانۂ نعت

تری یادوں کی دنیا بسائینگے　　　تری توصیف کے گیت گائینگے

اے شہِ بحر و بر۔ ہادیٔ معتبر

تری نظروں میں دنیائے جنّ و بشر

ترا رتبہ بڑا اے حبیبِ خدا

ترے اوصاف سبکو سنائینگے

تری توصیف کے گیت گائینگے

ترے وہ نقشِ پا جن کی ایسی ضیا

جس سے روشن ہے دنیائے ارض و سما

کاش پا جائیں ہم ترے نقشِ قدم

اُنھیں آنکھوں سے اپنی لگائینگے

تری توصیف کے گیت گائینگے

پھرے ہم کُو بہ کُو تھی تری جستجو

آج پوری ہوئی دل کی ہر آرزو

اب بفضلِ خدا در ترا مِل گیا

تجھے ہم چھوڑ کر اب کہاں جائینگے

تری توصیف کے گیت گائینگے

ترے جلوے یہاں ترے جلوے وہاں
ترے جلووں سے پُر نور کون و مکاں

اے ہمارے نبیؐ رب کے پیارے نبیؐ

ترے جلوے جہاں بھی نظر آئینگے
تری توصیف کے گیت گائینگے

ترے صدقے چمن ترے قرباں وطن
تری راہوں میں منظور رنج و محن

گر ضرورت پڑی جان کی مال کی

تری اُلفت میں یہ بھی لُٹائینگے
تری توصیف کے گیت گائینگے

اللہ اللہ یہ مصطفائی ہے

کون سی رات آج آئی ہے
ہر طرف نورِ مصطفائی ہے

دُھل گئے ہیں تمام غم دل کے
جب بھی آقا کی یاد آئی ہے

عاشقانِ رسولؐ سے پوچھو
یہ جدائی بھی کیا جدائی ہے

یہ وہ در ہے جہاں تلک ہی کیا
ہم غریبوں کی بھی رسائی ہے

آپ کا اذن بھی ہے اذنِ رب
اللہ اللہ یہ مصطفائی ہے

چھوڑ دوں کیسے آپ کا دامن
میری بگڑی ہوئی بنائی ہے

اُن کو جانا تو رب کو پہچانا
یہ بھی دولت اُنھیں سے پائی ہے

ہر طرف ہو رہا ہے ذکر اُن کا
اے مصوّر بہار آئی ہے

رفیقِ غُربا

وہ مُونسِ بیکس بھی ۔ رفیقِ غُربا بھی
وہ مالکِ کونین بھی ۔ محبوبِ خدا بھی

ہنگامِ سحر گنبدِ خضرا کے وہ جلوے
کچھ ہوش فزا بھی ہیں تو کچھ ہوش رُبا بھی

اللہ ری یہ منزلتِ صبر و قناعت
فاقوں سے کبھی دوچار ہیں راضی بہ رضا بھی

کس طرح پڑے سایۂ انوار زمیں پر
اُس نورِ مجسّم کی تو نوری ہے قبا بھی

دن آپؐ نے بہبودیٔ امت میں گذارے
راتوں میں ہمارے لئے مانگی ہے دعا بھی

لرزیدہ ہیں پلکوں پہ کہیں اشکِ ندامت
اٹھتی ہے کبھی جھوم کے رحمت کی گھٹا بھی

یہ ہے ادبِ خوابگہِ سرورِ کونینؐ
طیبہ سے گذرتی ہے دبے پاؤں صبا بھی

دیبا

شرحِ قرآں

تم شاہِ دوسرا ہو کیا بات ہے تمھاری
محبوبِ کبریا ہو کیا بات ہے تمھاری

انسانیت کے رہبر انصاف کے پیمبر
شمعِ رہِ ہُدا ہو کیا بات ہے تمھاری

قدموں میں اِنس و جاں ہیں پابوس دو جہاں ہیں
ہر شے سے ماورا ہو کیا بات ہے تمھاری

محبوبِ خلق بھی تم محبوبِ کبریا بھی
تم سب کے دلرُبا ہو کیا بات ہے تمھاری

صدق و صفا کے پیکر، حلم و حیا کے گوہر
معصوم و بے خطا ہو کیا بات ہے تمھاری

جس کو دکھایا رستہ، پھر وہ کبھی نہ بھٹکا
کیا خوب رہنما ہو کیا بات ہے تمھاری

ہر فعل شرحِ قرآں، ہر قول قولِ یزداں
پیغمبرِ خدا ہو کیا بات ہے تمھاری

شانِ عطا

کیا چاہئے اب شاہِ اُمم آپؐ کے آگے
سب ہیچ ہیں یہ خلد و اِرَم آپؐ کے آگے

آئے تو ہیں با دیدۂ نم آپؐ کے آگے
لرزاں ہیں مگر اپنے قدم آپؐ کے آگے

خود چل کے ہمیں راہِ ہدایت بھی دکھا دی
اب خار ہے ہر نقشِ قدم آپؐ کے آگے

ممکن ہی نہیں کوئی کرم کا مُتقاضی
رہ جائے وہ محرومِ کرم آپؐ کے آگے

چلتے ہیں فرشتے بھی مگر آپؐ کے پیچھے
جرأت نہیں بڑھ جائے قدم آپؐ کے آگے

ڈھاتا ہے زمانہ ستم و جور تو ڈھائے
ہم کو نہیں اندیشۂ غم آپؐ کے آگے

دنیا کی تو کیا خلد کی کچھ بھی نہیں قیمت
اے فخرِ بشر، فخرِ اُمم آپؐ کے آگے

اللہ ری یہ شانِ عطا ہے کہ مصوّر
ہم خلد بھی مانگیں تو ہے کم آپؐ کے آگے

نیرِ اعظم

کچھ لطف بھی اُس تذکرۂ غم میں نہیں ہے
جو عشقِ شہنشاہِ دو عالم ﷺ میں نہیں ہے

وہ کون سی خوبی ہے حیاتِ بشری میں
جو سیرتِ سرکارِ دو عالم ﷺ میں نہیں ہے

ناکامئ ہستی کی شکایت ہی عبث ہے
اپنی جو صفت تھی وہی جب ہم میں نہیں ہے

اللہ کے محبوب ہیں کونین کے والی
کیا وصف شہنشاہِ مکرم ﷺ میں نہیں ہے

رحمت کی گھٹا اُٹھی ہے کیا نذر کروں میں
اب کوئی گہر دیدۂ پُرنم میں نہیں ہے

سائے سے بھی ہے پاک وہ ہستئ مُطہّر
کیا شانِ علاً رحمتِ عالمؐ میں نہیں ہے

آنکھ اُٹھّی تھی اک بار سوئے گنبدِ خضرا
اب تک مرا دل ہوش کے عالم میں نہیں ہے

کیا کیا صفتیں ذاتِ مقدّس میں ہیں پنہاں
کیا کچھ گہرِ نورِ مجسّمؐ میں نہیں ہے

فاراں کی بلندی پہ جو چمکا تھا مصوّر
کیا کیا صفت اُس نیّرِ اعظمؐ میں نہیں ہے

نیاز و ناز

زہے نصیب کہ اُس ذات کا ہے غم تنہا
جو بزمِ کون و مکاں میں ہے محترم تنہا

جہاں جبینِ ملائک بھی باریاب نہیں
وہاں گئے ہیں تو بس آپؐ کے قدم تنہا

نیاز و ناز کے وہ رمز کوئی کیا جانے
چلے ہیں سدرہ سے جب سیّدُالاُمم تنہا

کسی کو خواہشِ دنیا کسی کو فکرِ جناں
جو مجھ سے پوچھو تو کافی ہے اُن کا غم تنہا

ادھر بھی دیکھئے ہوتا ہے آج اذنِ کرم
کہ ہم ہیں سامنے اُن کے بچشمِ نم تنہا

نہ پوچھ ہم سے کہ قلب و نظر پہ کیا گذری
پہونچ گئے تھے حضوری میں آج ہم تنہا

ہیں سب کے رُخ تو سرِ حشر جانبِ داور
ہمارے پیشِ نظر شافعِ اُمم تنہا

مصوّر اُن کے ہی در سے حیات ملتی ہے
خدا کسی کو جو غم دے تو اُن کا غم تنہا

یقینِ کامل

ہر مرحلۂ رنجشِ دنیا سے گزر جا
اک بار مچلتا ہوا طیبہ سے گزر جا

یوں جلوہ گہِ گنبدِ خضرا سے گزر جا
پھر ہوش میں آنیکی تمنّا سے گزر جا

جس میں نہ ہو کچھ روشنئ راہ ہدایت
منہ پھیر کے اُس نقشِ کفِ پا سے گزر جا

منزل پہ پہونچنا ہے تو مانندِ صحابہؓ
ہر غم سے گزرتا ہوا دنیا سے گزر جا

شیدائے نبیؐ کے لئے کیا قیدِ تعیّن
جا ہر جہتِ عالمِ بالا سے گزر جا

درکار ہے گر پیچ و خمِ زیست کی تدبیر
رحمت کدۂ نورِ سراپا سے گزر جا

ایماں کی جو حد میں نہیں وہ ہیچ ہے پرواز
ہر چند تو ایوانِ ثریّا سے گزر جا

پھر رحمتِ کونین کا دریائے کرم دیکھ
بیگانہ سا دنیائے تقاضا سے گزر جا

ہے نامِ محمدؐ میں یہ تاثیر مصوّر
موجوں کو کچلتا ہوا دریا سے گزر جا

فنا فی الرسولؐ

ہمارا اہلِ وفا میں شمول ہو جائے
بس اک نگاہِ کرم یا رسولؐ ہو جائے

وہ دل جو عشقِ نبیؐ میں ملول ہو جائے
اُسے حیات کی قیمت وصول ہو جائے

بسا کے دل میں محبت کے پھول لایا ہوں
مرے حبیبؐ یہ ہدیہ قبول ہو جائے

یہ لذّتِ رہِ طیبہ نہ ختم ہو یا رب
کچھ اتنا ارضِ مدینہ کا طول ہو جائے

تمام دامنِ ہستی کے داغ دُھل جائیں
جو اک سلام بھی اپنا قبول ہو جائے

جو دل میں سرورِ کونین کی محبت ہے
خدا کرے یہ کلی کھل کے پھول ہو جائے

مصوّر اُن کی ثنا خوانیاں تو کر لیکن
وہ دل بنا کہ فنا فی الرسول ہو جائے

نظارۂ جمال

دِل انتہائے سوزِ محبت سے چُور ہے
کیا میرا قافلہ ابھی طیبہ سے دور ہے

نظارۂ جمال کا یارا نہیں مگر
دیدارِ مصطفےٰ کی تمنّا ضرور ہے

ہیں رحمتِ تمام کی فیاضیاں وہی
محروم ہم اگر ہیں تو اپنا قصور ہے

کیا جالیوں کے پاس ہم اظہارِ غم کریں
حالِ دلِ تباہ تو پیشِ حضورؐ ہے

چمکا تھا جو کبھی سرِ فاراں وہ آفتاب
اقصائے دو جہاں میں اُسی کا ظہور ہے

مُڑ کر بھی سوئے اہلِ ہوس دیکھتا نہیں
یہ پیروِ نبیؐ تو بڑا ہی غیور ہے

دِل میں ذرا بھی نارِ جہنّم کا ڈر نہیں
ہم کو شفیعِ حشر پہ کتنا غرور ہے

دیکھا ہے جب سے گنبدِ خضرا کو اک نظر
چھوٹا سا اپنے دِل میں بھی اک قصرِ نور ہے

اک رندِ بادہ خوار معتوب نہیں ہوں میں
اُن کی مئے الم کا یہ سارا سرور ہے

دیوانہ محمدؐ کا

ازل سے چل رہا ہے دورِ پیمانہ محمدؐ کا
ابد نے بھی سجا رکھا ہے میخانہ محمدؐ کا
فِدا لوح و قلم۔ عالم ہے مستانہ محمدؐ کا
اِسے کہتے ہیں استقبالِ شاہانہ محمدؐ کا
جسے دیکھو ہوا جاتا ہے دیوانہ محمدؐ کا

کہاں وہ رنگ و بوئے گلستاں تیری بہاروں میں
نہ وہ رعنائیاں ہیں بحر و بر میں کوہساروں میں
مزا کچھ بھی نہیں اے دہر تیرے جلوہ زاروں میں
ہمیں اے خلد کیا لطف آئیگا تیرے نظاروں میں
سمایا ہے نگاہوں میں ضیا خانہ محمدؐ کا

کسی نے صدق و علم و خُلق کی منزل دکھائی ہے
کسی نے کفر و استبداد کی ظلمت مٹائی ہے
کسی نے شوکتِ اسلام پر دولت لٹائی ہے
کسی نے وہ مئے عرفاں مئے وحدت پلائی ہے
چمک اٹھا ہے سجانے کا میخانہ محمد ﷺ کا

زمیں نکھر رہی ہے سر نگوں ہے بزمِ امکاں بھی
چمن اندر چمن ہے ہر طرف محشر کا میداں بھی
کھڑے ہیں صف بصف خلدِ بریں میں حور و غلماں بھی
ندا آئی کہ ہٹ جائے درِ جنت سے رضواں بھی
مچلتا جھومتا آتا ہے دیوانہ محمد ﷺ کا

عمل سے گلشنِ انسانیت کی آبیاری کی
یتیموں، ناتوانوں، بےکسوں پر جاں نثاری کی
اذیّت دینے والوں کی بھی جا کر غم گساری کی
حدیں ساری مصوّر ختم کر دیں انکساری کی
یہ تھا اخلاق یہ کردارِ شاہانہ محمد ﷺ کا

گنبدِ خضریٰ

آج آنکھوں سے طیبہ کو جو ہم دیکھ رہے ہیں
سرکار کے دَر پردہ کرم دیکھ رہے ہیں

کہنے کو تو ہم بابِ حرم دیکھ رہے ہیں
سچ یہ ہے کہ دریائے کرم دیکھ رہے ہیں

کیا گنبدِ خضریٰ پہ نظر اپنی ٹھہرتی
یہ اُن کی کریمی ہے کہ ہم دیکھ رہے ہیں

گویا یہی رہبر ہیں یہی شمعِ ہُدیٰ بھی
یوں آپ کے ہم نقشِ قدم دیکھ رہے ہیں

کانپ اٹھتا ہے کفر آج بھی نامِ خُلفا سے
یہ خاک نشینوں کے حشم دیکھ رہے ہیں

ہے تاب کہاں دیکھ سکیں ان کو نظر سے
بس آنکھ جھکائے ہوئے ہم دیکھ رہے ہیں

کیا پوچھئے معراج کی شب شانِ نبوت
جبریلؑ بھی آقا کے قدم دیکھ رہے ہیں

بہ وقتِ سحر گنبدِ خضریٰ کے مناظر
جذبات میں ڈوبے ہوئے ہم دیکھ رہے ہیں

اللہ رے یہ رُعب و جلالِ شہِ بطحا
سہمے ہوئے کعبے کے صنم دیکھ رہے ہیں

رضواں کو میسّر نہ وہ حورانِ جناں کو
جلوے جو نشینانِ حرم دیکھ رہے ہیں

حاصل ہے بصیرت جنہیں انوارِ نبیؐ کی
وہ دل سے بہت آنکھ سے کم دیکھ رہے ہیں

بیتاب ہوا جاتا ہے دل آج مصوّر
شاید کہ ہمیں شاہِ اُمم دیکھ رہے ہیں

نعلینِ رسولؐ

روز و شب گنبدِ خضریٰ کا نظارا کرتے
نور سے غم کدۂ دل کو سنوارا کرتے

مہکی مہکی سی ہوا اور یہ ستاروں کی فضا
ایسی راتیں تو مدینے میں گزارا کرتے

رات دن جیسے مہ و مہر ہیں محوِ دیدار
کاش ہم بھی یونہی روضہ کا نظارا کرتے

اِس قدر پاسِ ادب ہے کہ بس آنکھیں نم ہیں
ورنہ ہم آپ کو رو رو کے پکارا کرتے

کاش مل جاتے ہمیں بھی کہیں نعلینِ رسول ﷺ
ہم بھی تاریک مقدر کو سنوارا کرتے

رحمتیں عام ہیں اُن کی تو گنہگاروں پر
میرے سرکار اِدھر بھی اک اشارا کرتے

کاش ایسی بھی مصوّر کوئی صورت ہوتی
ہم جہاں چاہتے طیبہ کا نظارا کرتے

لَو لگائے ہوئے ہیں

نظر میں ہم اُن کو بسائے ہوئے ہیں
دیارِ نبیؐ سے جو آئے ہوئے ہیں

مدینے سے جو لَو لگائے ہوئے ہیں
فضائے دو عالم پہ چھائے ہوئے ہیں

جدھر دیکھتا ہوں اُنھیں کے ہیں جلوے
نظر میں وہ ایسے سمائے ہوئے ہیں

یہ ہے راہِ جنت یہ ہے راہِ دوزخ
یہ رستے اُنھیں کے دکھائے ہوئے ہیں

رسولِ امیںؐ کی محبت کے آگے
سبق سارے دل سے بھلائے ہوئے ہیں

پھر اک بار اذنِ حضوری ہو آقاؐ
بہت دن سے ہم لو لگائے ہوئے ہیں

وہ صدیقِ اکبرؓ جو بعدِ پیمبرؐ
صداقت کے دریا بہائے ہوئے ہیں

وہ فاروقِ اعظمؓ کہ شاہانِ عالم
جنہیں دیکھ کر تھرتھرائے ہوئے ہیں

وہ عثمانؓ کہ شرم و حیا جن پہ قرباں
نبیؐ پر خزانے لٹائے ہوئے ہیں

وہ حیدرؓ جو اسرارِ وحدت کے دفتر
شجاعت کے ڈنکے بجائے ہوئے ہیں

وہ حسنینؓ جن پر ہیں قربان کونین
وہ اسلام کو جگمگائے ہوئے ہیں

خدایا کوئی کام ہم سے بھی لے لے
یہ امّید تجھ سے لگائے ہوئے ہیں

مصوّر کرم کی دعا مانگ اُن سے
بہت ان دنوں ہم ستائے ہوئے ہیں

بارگہِ نوری

ہم درِ پاک پہ با دیدۂ تر جاتے ہیں
ہیں جو خاصانِ نبیؐ دُور ٹھہر جاتے ہیں

پوچھنا کیا ہے مدینے کی جِلا سازی کا
آنکھ تو آنکھ وہاں دِل بھی نکھر جاتے ہیں

جو فدایانِ نبیؐ ہیں وہ بِلا خوف و خطر
سرحدِ عالمِ امکاں سے گزر جاتے ہیں

شب کے سنّاٹے میں اُس پیکرِ نوری کی طرف
اہلِ دل جاتے ہیں یا اہلِ نظر جاتے ہیں

دِل تو بھرتا ہی نہیں بارگہِ نوُری سے
روز و شب جاتے ہیں ہم شام و سحر جاتے ہیں

اُنکی شفقت کا یہ عالم ہے کہ جالی کے قریب
لاکھ ہم جاتے لرزتے ہیں مگر جاتے ہیں

راہِ طیبہ میں مصوّر یہ فراوانیٔ شوق
ہم لٹاتے ہوئے آنکھوں سے گہر جاتے ہیں

جمالِ سحری

دل مرا رشکِ صد طور ہوا جاتا ہے
قبۂ نور سے پُر نور ہوا جاتا ہے

دل جو بیتاب ہوا جاتا ہے جالی کے قریب
شدّتِ شوق سے مجبور ہوا جاتا ہے

ذکرِ سرکارؐ میں وہ نشّۂ سرشاری ہے
جو بھی سنتا ہے وہ مخمور ہوا جاتا ہے

قافلے والو مدینے سے کہاں جاتے ہو
ہائے یہ شہر تو اب دور ہوا جاتا ہے

شاید اُن کی نگۂ لطف و کرم ہے مجھ پر
قلبِ غم دیدہ بھی مسرور ہوا جاتا ہے

دل جو معمورۂ ظلمت کے سوا کچھ بھی نہ تھا
اُن کے الطاف سے پُرنور ہوا جاتا ہے

سبز گنبد کا مصوّر یہ جمالِ سحری
جس کو دیکھو وہی مسحور ہوا جاتا ہے

رحمت کا اشارہ

یہ جہاں ایک طرف لاکھ صف آرا ہو جائے
کیا ہمیں خوف بس اللہ ہمارا ہو جائے

ذاتِ اقدس کا بس اک بار نظارا ہو جائے
زیست تو زیست ہے مرنا بھی گوارا ہو جائے

کفر و الحاد کو پھر جائے اماں بھی نہ ملے
کاش دنیا کا ہر انسان تمھارا ہو جائے

روتے روتے مرا دل چور ہوا جاتا ہے
آج شاید کوئی رحمت کا اشارا ہو جائے

شاہِ کونینؐ کی الفت کے خریدار رہو
یہ وہ سودا نہیں جس میں کہ خسارا ہو جائے

کوئی کچھ سمجھے مصوّر یہ حقیقت ہے کہ ہم
ان کے ہو جائیں تو اللہ ہمارا ہو جائے

قطعہ

السّلام اے مکرّم از آدم
منبعِ فیض، بحرِ جود و کرم
دل یتامیٰ کے درد سے بھر دے
آنکھ مسکیں کے غم سے کر دے نم

مدینے کا مسافر

سلامت شہِ دیں کے گھر جانیوالے
ہمیں اور بیتاب کر جانیوالے

دعائیں تری پُر اثر جانیوالے
ہر آنسو ترا کارگر جانیوالے

حضوری میں شام و سحر جانیوالے
ہیں اب دیدہ و دل سنور جانیوالے

مرے دل کی حسرت ہی ساتھ اپنے لے جا
مرے دل کو حسرت سے بھر جانیوالے

ذرا چل کے تو دیکھ راہِ نبیؐ پر
اِدھر جانے والے اُدھر جانیوالے

رہِ شوق میں لاکھ دشواریاں ہیں
چلے جا رہے ہیں مگر جانیوالے

دو عالم ہیں اُس کملی والے کے در پر
نہ پائینگے کچھ در بدر جانیوالے

یہ صدیقِ اکبرؓ وہ فاروقِ اعظمؓ
نہ بھول اِنکو آقا کے گھر جانیوالے

رہے یادِ عثمانؓ و حیدرؓ بھی دل میں
درِ پاکِ خیر البشرؐ جانیوالے

مسافر مدینے کا مہمانِ رب ہے
نہ کر فکرِ خوف و خطر جانیوالے

خوشا! رُخ ہے تیرا بہ سوئے مدینہ
مگر اک اِدھر بھی نظر جانیوالے

ہیں اشکِ ندامت گہُر ہائے رحمت
حضوری ہیں باچشمِ تر جانیوالے

مرے دل کی لَو تونے اور تیز کردی
مرے پاس ہو کر گزر جانیوالے

مصوّر وہ رہتے ہیں نظر دل سے اُوجھل
جو ہیں خاص اہلِ نظر جانیوالے

دیارِ نبیؐ

جب نبیؐ کا دیار دیکھیں گے رحمتوں کی بہار دیکھیں گے
کب ہمیں اُنکی دید ہو گی نصیب تا بہ کے انتظار دیکھیں گے
وہ نگاہِ کرم کریں گے ضرور جب ہمیں شرمسار دیکھیں گے
خوب دیکھیں گے اُنکے جلووں کو اور دیوانہ وار دیکھیں گے
شام تا صبح نور و نکہت کی بارشِ خوشگوار دیکھیں گے
صبح دم بارگاہِ نوری میں شانِ پروردگار دیکھیں گے
مجمعِ عاشقاں کو طیبہ میں مضطر و بے قرار دیکھیں گے
ہے یقیں ہم گناہگاروں کو جنتوں کی بہار دیکھیں گے

آئے گا کب وہ دن مصوّر جب
روئے عالی وقار دیکھیں گے

بعد از خدا بزرگ

قائم ہے جس سے رفعتِ آدم وہ آپؐ ہیں
جِس کا لقب ہے مُحسنِ اعظم وہ آپؐ ہیں

کونین میں مثال کوئی آپؐ کی نہیں
جس پر سلام آتے ہیں ہر دم وہ آپؐ ہیں

تخلیقِ کائنات کا باعث کہیں جسے
بعدِ خدا بزرگِ دوعالم وہ آپؐ ہیں

رحمت بنا کے بھیجا ہے اللہ نے جسے
صلِّ علیٰ نبیِّ مکرّم وہ آپؐ ہیں

آتے ہیں جس کے پاس ملائک بھی باادب
مسند نشینِ بزم دوعالم وہ آپؐ ہیں

جو کچھ بھی مانگنا ہے ہمیں آج مانگ لیں
آرام گاہِ قدس میں یہ ہم وہ آپؐ ہیں

ہے دِل میں جس کا خوف مصوّر وہ ہے خدا
آنکھیں ہیں جسکی یاد میں پُرنَم وہ آپؐ ہیں

گلشنِ ارماں

لائے ہیں دِل میں گلشنِ ارماں سجا کے ہم
یوں ہی نہ جائینگے درِاقدس پر آکے ہم

کتنی ہے دِل میں طاقتِ نظارۂ جمال
دیکھیں گے آج تابِ نظر آزما کے ہم

اک اک سے پوچھتے ہیں "کہاں ہے درِ حبیبؐ"
بیتاب پھر رہے ہیں مدینے میں آکے ہم

جالی کی سمت دید کا عالم نہ پوچھئے
پاس آکے دیکھتے ہیں کبھی دُور جا کے ہم

اک گام فرش پر ہے تو اک گام عرش پر
اوصاف کیا بتائیں حبیبِ خدا کے ہم

اب التجا کریں بھی تو دامن کہاں سے لائیں
سب کچھ تو پا گئے ہیں بغیر التجا کے ہم

بے نور مہر و ماہ بھی ہیں جس کے سامنے
لائے ہیں وہ چراغ وہاں سے جلا کے ہم

اب تو کسی کے در پہ مصوّرؔ نہ جائیں گے
اب ہو کے رہ گئے ہیں حبیبِ خدا کے ہم

راحتِ نظر

وہ آئے صَلِّ علیٰ شاہِ بحر و بَر بن کر
خدا کا نور ہوا جلوہ گر بشر بن کر

جہاں میں کفر کی تاریک رات چھائی تھی
ظہورِ نورِ نبوّت ہوا سحر بن کر

تمام تر سفرِ زیست کر دیا آساں
وہ تم نے راہ دکھا دی ہے راہ بَر بن کر

وہاں تو مہرِ نبوّت کا پوچھنا ہی کیا
چمک رہے ہیں ستارے جہاں قمر بن کر

زباں سے ہم تو نہ کہہ پائے کچھ حضوری میں
جو اشک کہہ گئے رودادِ مختصر بن کر

درودِ پاک بھی شامل ہو جن دعاؤں میں
وُہی پہونچتی ہیں پیشِ خدا اثر بن کر

تمھارا دامنِ امّید چھوڑ دیں کیسے
تمھیں تو آئے ہو اک راحتِ نظر بن کر

نہ پوچھ شانِ حضوری مصوّر اُس در کی
وہاں جو اشک نکلتا ہے وہ گُہر بن کر

——— ۰۰۰ ———

معراج النبیؐ

رحمت بھی ہے وہ ہادئ دوراں ہی نہیں ہے
وہ نور بھی ہے شمعِ فروزاں ہی نہیں ہے

پہونچے جو سرِ سدرہ تو جبریلؑ یہ بولے
میں اور بڑھوں آگے یہ امکاں ہی نہیں ہے

بندے کی یہ رفعت۔ یہ تقرّب شبِ معراج
محبوب ہے اللہ کا مہماں ہی نہیں ہے

اک نور تھا جو نور کے آغوش میں پہونچا
یہ مرحلۂ منزلِ انساں ہی نہیں ہے

نبیوں سے ملے سیر بھی کی عرشِ بریں کی
دنیا یہی کہتی رہی امکاں ہی نہیں ہے

کیا کچھ نہ عطا کر دیا رب نے شبِ معراج
اب شکوۂ کوتاہئ داماں ہی نہیں ہے

نعتِ شہِ کونینؐ جو لکھتا ہے مصوّرؔ
دل پاش بھی ہے محض غزلخواں ہی نہیں ہے

خاتم الانبیا

احمدِ مصطفےٰ ہو خدا کی قسم
تم حبیبِ خدا ہو خدا کی قسم

ہادی و مُقتدا ہو خدا کی قسم
مالکِ دوسرا ہو خدا کی قسم

تم تو وہ پیشوا ہو خدا کی قسم
سیّدُ الانبیا ہو خدا کی قسم

جس نے تاریکیوں میں اُجالا کیا
وہ چراغِ ہُدا ہو خدا کی قسم

شکل و صورت میں تم یوں تو ہو اک بشر
پھر بھی سب سے جدا ہو خدا کی قسم

رہنماؤں نے خود جس کی تعریف کی
تم وہی رہنما ہو خدا کی قسم

جس کو اللہ نے نور اپنا کہا
تم وہ نورِ خدا ہو خدا کی قسم

ہوش اپنے کہاں ہیں تمھیں دیکھ کر
کیا بتائیں کہ کیا ہو خدا کی قسم

کوئی تم سا نہ آیا نہ آئے گا اب
خاتمُ الانبیا ہو خدا کی قسم

ماہ و خورشید خود جسکے ممنون ہوں
تم وہ شمسُ الضحٰے ہو خدا کی قسم

ہم گنہگار اور یہ تمھارے کرم
بحرِ جُودو عطا ہو خدا کی قسم

عاصیوں کے لئے حشر کے روز بھی
اک تمھیں آسرا ہو خدا کی قسم

ہے تصوّر ضروری کہ بعدِ خدا
لب پہ نام آپؐ کا ہو خدا کی قسم

سلام

اے حبیبِ خدا سلامُ عَلَیک — احمدِ مصطفیٰؐ سلامُ عَلَیک
اے کہ شمسِ الضحیٰ سلامُ علیک — اے کہ بدرِ الدُّجیٰ سلامُ عَلَیک
اے کہ صدرِ العُلیٰ سلامُ علیک — اے کہ نورِ الہُدیٰ سلامُ عَلَیک
السّلام اے مکرّم از آدم — سیّدُ الانبیا سلامُ عَلَیک
السّلام اے بِنائے کون و مکاں — مالکِ دُوسَرا سلامُ عَلَیک
السّلام اے مُعالجِ الامراض — دافعِ ہر بَلا سلامُ عَلَیک
السّلام اے شہِ کرم گُستر — بحرِ جُودو سَخا سلامُ عَلَیک
السّلام اے ضیائے شمعِ ازل — مظہرِ کبریا سلامُ عَلَیک
السّلام اے جمیعِ لطف و کرم — ہر مرض کی دوا سلامُ عَلَیک

آفریں۔ آفریں امامِ رُسُل — مرحبا۔ مرحبا سلامٌ علیک
روزِ اوّل سے روزِ آخر تک — ہادی و پیشوا سلامٌ علیک
گا ہے گا ہے درُود کے تحفے — اور صبح و مسا سلامٌ علیک

پڑھ مصوّر تمام عمر درُود
اور بے انتہا سلامٌ علیک

— دونا —

طائرانِ مدینہ

ہم جب اُن کے حضور ہوتے ہیں
دونوں عالم سے دُور ہوتے ہیں

جب پہونچتے ہیں جالیوں کے قریب
ہم محبت میں چُور ہوتے ہیں

جو بھی لمحے وہاں گزرتے ہیں
غرقِ کیف و سُرور ہوتے ہیں

معجزاتِ نبیؐ کا کیا کہنا
کیسے کیسے ظہور ہوتے ہیں

طائرانِ مدینہ بھی کتنے
با ادب باشعور ہوتے ہیں

اللہ اللہ نصیب ہیں جن کے
شاملِ بزمِ نور ہوتے ہیں

کچھ غموں کا یہاں مُداوا ہے
کچھ وہیں جا کے دور ہوتے ہیں

رحمتیں اُن کی خاص ہیں مجھ پر
اپنے اپنے قصور ہوتے ہیں

اے مصوّر نہ پوچھ بیتابی
جب وہ نظروں سے دُور ہوتے ہیں

اعلیٰ صفات

آپؐ کی جو بھی بات ہوتی ہے
کتنی اعلیٰ صفات ہوتی ہے

ہر طرف کیف و نور کا عالم
کیا مدینے کی رات ہوتی ہے

صبح دم وہ درود کے نغمے
وجد میں کائنات ہوتی ہے

جان جو اُن کے غم میں جاتی ہے
رشکِ صد حیات ہوتی ہے

بھیڑ لگ جاتی ہے ملائک کی
جس جگہ اُن کی بات ہوتی ہے

اُن کی یادوں سے کیوں رہیں غافل
زندگی بے ثبات ہوتی ہے

لَیلَۃُ القَدْر کی تلاش تو کر
کتنی پُر نور رات ہوتی ہے

نعت ہوتی ہے کیا مصوّر کی
قلب کی واردات ہوتی ہے

اندازِ گفتگو

یادِ نبیؐ میں مرحلۂ غم نہ پوچھیے
صلِّ علیٰ یہ لذّتِ پیہم نہ پوچھیے

دونوں جہاں کی دولتیں امت کو بخش دیں
احسان ہائے شاہِ دو عالمؐ نہ پوچھیے

کرتے ہیں جس کا اہلِ فلک روز و شب طواف
وہ حجرۂ نبیِّ مکرّم نہ پوچھیے

آندھی کی طرح سوئے مدینہ رواں دواں
جیسے ہوا کے دوش پہ ہیں ہم نہ پوچھیے

حاضر تھے وقتِ صبح حضوری میں آج ہم
گذری جو دل پر اپنے وہ عالم نہ پوچھئے

گل ریزیاں ہوں جیسے یہ اندازِ گفتگو
'الفاظ' جیسے زخم پہ مرہم نہ پوچھئے

آدمؑ سے ہے بنائے زمانہ یہ دیکھئے
لیکن بنائے حضرتِ آدمؑ نہ پوچھئے

صدیقؓ اور عمرؓ تو ہیں پہلو میں آج بھی
صلِّ علیٰ یہ رشتۂ محکم نہ پوچھئے

قابو میں اپنا دِل ہے مصوّر نہ چشمِ شوق
طیبہ میں وجہِ دیدۂ پُرنم نہ پوچھئے

رُخِ عالی وقار

پُر نور کس قدر رُخِ عالی وقار ہے
خورشید جس کے سامنے مُشتِ غُبار ہے

ہر ذرّہ جس کے گھر کا محبت شعار ہے
اُس گھر کی رحمتوں کا بھی کوئی شمار ہے

پیشِ نگاہ گنُبدِ خضرا ہو اور ہم
اب انتظار ہے تو یہی انتظار ہے

ہاں لَو لگائیے تو خدا سے رسول ﷺ سے
دنیا سے کیا ملے گا جو ناپائدار ہے

پوچھو نہ حال مجھ سے مدینے کی راہ کا
نظریں جھکی ہوئی ہیں تو دل شرمسار ہے

جنت ہے وہ خزاں کا جہاں نام بھی نہیں
طیبہ ہے یہ خزاں بھی یہاں کی بہار ہے

کاندھوں پہ بارِ شاہِ دو عالم اٹھا لیا
اللہ رے یہ مرتبۂ یارِ غار ہے

باطل کے سر کو جس نے قدم بوس کر دیا
شیرِ خدا کے ہاتھ میں وہ ذوالفقار ہے

اک چشمِ التفات تصوّر کی ہمت بھی
سرکار! یہ غلام غریبُ الدّیار ہے

سامانِ رحمت

بسائے ہیں ہم دل میں قرآن کیا کیا
مگر یہ نہ پوچھو ہیں فرمان کیا کیا

تمھاری محبت کا دم بھرنے والے
ستائے گئے ہیں مسلمان کیا کیا

ذرا اک نظر اپنے اعمال پر بھی
کئے تو ہیں آقا سے پیمان کیا کیا

درودوں کے تحفے سلاموں کی بارش
میسّر ہیں رحمت کے سامان کیا کیا

عمل سے تعلق نہیں زندگی کو
جتاتے ہیں ہم اپنے ایمان کیا کیا

نمازوں کی جانب توجہ نہیں ہے
بنائے ہیں مسجد میں دالان کیا کیا

ذرا اپنے دل کو ٹٹولے تو دنیا
ہیں آقا کے دنیا پر احسان کیا کیا

کرم ہو گیا جن پہ خیرُالوریٰ کا
ہوئے ہیں نصیب اُن کو عرفان کیا کیا

خطاکار اگر ہم خطاپوش آقا
نہ پوچھو کہ ہیں اُن کے فیضان کیا کیا

یہاں جو گریزاں ہیں اُن سے مصوّر
وہ محشر میں ہوں گے پشیمان کیا کیا

رشکِ شعلۂ طُور

یہ حریمِ قدسِ رسولؐ ہے اِسے چومتے ہیں نظر سے ہم
کبھی پاس آکے اِدھر سے ہم کبھی دُور جا کے اُدھر سے ہم

وہ جو حسنِ قُبّۂ نور ہے وہ جو رشکِ شعلۂ طور ہے
اُسے کاش قلب سے دیکھتے جسے دیکھتے ہیں نظر سے ہم

یہ جو کائنات ہے پُرضیا یہ نبیؐ کا فیض نہیں تو کیا
یہی اک سوال ہے مہر سے یہی پوچھتے ہیں قمر سے ہم

جہاں دِل میں دَرد اٹھا کبھی وہیں اُن کی یاد بھی آگئی
ہمیں جیسے مِل گئی زندگی بڑے خوش ہیں دردِ جگر سے ہم

جہاں بارگاہِ رسولؐ ہو جہاں قدسیوں کا نزول ہو
جہاں جبرئیلؑ جھکائیں سر وہاں چل کے جائینگے سر سے ہم

یہ جو نکہتوں کی ہیں بارشیں ہیں تمام اُن کی نوازشیں
وہی بوئے کوئے حبیبؐ تھی ملے جب نسیم سحر سے ہم

گئے جب سوئے شہِ بحر و بر گئے یوں کسی کو نہ ہو خبر
کبھی چھپ کے سب کی نگاہ سے کبھی ہٹ کے راہ گزر سے ہم

وہ نگاہِ لطف اگر اٹھے تو مصوّر آئے نظر کیسے
اُسے ڈھونڈتے تو ہیں جا بجا مگر اپنی اپنی نظر سے ہم

شمعِ پُر نور

ہے سامنے اب شمعِ پُر نور مدینے میں
ہو جائینگے سب دل کے غم دور مدینے میں

اک بار وہاں جا کر دیکھو تو ذرا لوگو!
ہو جاتے ہیں غم سارے کافور مدینے میں

انوارِ الٰہی کی ہوتی ہے جہاں بارش
اب گنبدِ خضرا ہے وہ طور مدینے میں

پہونچاتے ہیں جو تحفے آقا کو سلاموں کے
کتنے ہی ملائک ہیں مامور مدینے میں

مِل جائے ہمیں سب کچھ مِل جائیں اگر دونوں
اک عرشِ بریں پر ہے اک نور مدینے میں

مقبول ہوئے شاید کچھ اشک ندامت کے
کیا جانئے ہم کیوں ہیں مسرور مدینے میں

اخلاق و محبت کا ماحول کچھ ایسا ہے
ڈھونڈھے سے نہیں ملتا مغرور مدینے میں

صدیقؓ و عمرؓ عثمانؓ ان سب کی رفاقت سے
ہر سمت برستا ہے اک نور مدینے میں

گو ابنِ ابی طالبؓ ہیں دُور مدینے سے
ہے نور مگر اُن کا معمور مدینے میں ۱۱

انصار مدینے کے

ہر وقت جو رہتے ہیں اذکار مدینے کے
چھائے ہیں دل و جاں پر انوار مدینے کے

یاد آتے ہیں رہ رہ کر کچھ یار مدینے کے
کس طرح بھلا دیں ہم وہ پیار مدینے کے

کیا حالتِ دل ہوگی طیبہ کے مسافر کی
جس دم نظر آئیں کے آثار مدینے کے

چھائی ہوئی ہر جانب رحمت کی گھٹاؤں میں
فردوس بداماں ہیں گلزار مدینے کے

مکّے کے مہاجر کی ایّوبؓ نے نصرت کی
اللہ کے ناصر ہیں انصار مدینے کے

جنت کے فرشتے بھی آ جاتے ہیں چھپ چھپ کر
جس بزم میں ہوتے ہیں اذکار مدینے کے

جو کچھ ہمیں مل جائے آنکھوں سے لگا لیں ہم
کیا پھول مدینے کے کیا خار مدینے کے

پھر اپنے منوّر کو سرکارؐ بلا لیجے
پھر دیکھ لیں ہم جلوے اک بار مدینے کے

اعجازِ نبیؐ

یہ شانِ محمدؐ ہے یہ اعزازِ نبیؐ ہے
اللہ کے ہر ساز میں آوازِ نبیؐ ہے

توحید کے نغموں سے محبت کی صدا ہے
دنیا میں جو گونجی ہے وہ آوازِ نبیؐ ہے

جو آپ کا ایما ہے وہی مرضیٔ مولیٰ
اللہ کا انداز بھی اندازِ نبیؐ ہے

ہیں آپ زمیں پر تو ابھی عرشِ بریں پر
کیا شان ہے کیا شوکتِ پروازِ نبیؐ ہے

اللہ سے قربت کا یہ عالم ہے کہ جیسے
اللہ کی آواز بھی آوازِ نبیؐ ہے

ہے راہ گزر اُن کی مہ و مہر سے آگے
دنیا تو نشانِ قدمِ نازِ نبیؐ ہے

چھو بھی نہیں سکتی ہے اُسے آتشِ دوزخ
واللہ جو دل زمزمہ پردازِ نبیؐ ہے

ہر ایک محمدؐ پہ دل و جاں سے فدا ہے
یہ شان بھی منجملۂ اعجازِ نبیؐ ہے

سر تا بہ قدم ہم ہیں گنہگارِ مصوّر
ہے پھر بھی کرم اُن کا یہ اعزازِ نبیؐ ہے

گلزارِ مدینہ

اک بار بلا لیجئے سرکارِ مدینہ
آنکھوں سے بھی ہم دیکھ لیں انوارِ مدینہ

دنیا تو غم و درد سے خالی نہیں لیکن
آسودگیٔ خلد ہے دیدارِ مدینہ

صدیقؓ و عمرؓ ہیں کہیں عثمانؓ و علیؓ ہیں
کونین پہ چھائے ہیں خوش اطوارِ مدینہ

محبوبِ خدا سے یہ رفاقت کا ہے عالم
اللہ کو محبوب ہیں انصارِ مدینہؓ

جنت کی بہاریں بھی بہت خوب ہیں لیکن
گلزارِ مدینہ تو ہے گلزارِ مدینہ

کیوں تیز ہوئی جاتی ہے دھڑکن مرے دل کی
شاید نظر آنے لگے آثارِ مدینہ

بھرتا ہی نہیں دل کبھی طیبہ سے مصوّر
اللہ ری یہ رونقِ بازارِ مدینہ

حریمِ اطہر

خورشیدِ روح پرور ہم دیکھتے رہینگے
یعنی حریم اطہر ہم دیکھتے رہینگے

یا مسجدِ نبیؐ میں محوِ نماز ہوں گے
یا قبۂ منوّر ہم دیکھتے رہینگے

تنہائیوں میں اکثر آنسو بہا بہا کر
سر رکھ کے جالیوں پر ہم دیکھتے رہینگے

ہوگا حساب جب تک محشر کے روز اپنا
سوئے شفیعِ محشر ہم دیکھتے رہینگے

بجھ جائیگی نہ جب تک محشر میں پیاس اپنی
لب ہائے شاہِ کوثر ہم دیکھتے رہینگے

منظر مصوّر اُن کی گُل بار رحمتوں کے
طیبہ میں گھوم پھر کر ہم دیکھتے رہینگے

دوہا

قطعہ در منقبت سلطانُ الشُّہدا حضرت سید سالار مسعود غازی رح بہرائیچ

شجاعت کے دھنی ہیں بُت شکن ہیں مردِ میداں ہیں
علیؓ کے لاڈلے، سالارِ افواجِ مسلماں ہیں
مکاں سے لامکاں تک کیوں نہ ہو اُنکی قدم بوسی
یہ غازی ہیں، ولی ہیں اور سُلطانِ شہیداں ہیں

واقفِ اسرار

کونین میں اُمّت کے مددگار تمھیں ہو
اے صلِّ علیٰ احمدِ مختار تمھیں ہو

تم نورِ خدا۔ نورِ بشر۔ نورِ ہدایت
اک پیکرِ مجموعۂ انوار تمھیں ہو

بھٹکی ہوئی دنیا کا مُداوا کیا جس نے
وہ چارہ گرِ گیتیٔ بیمار تمھیں ہو

اللہ نے راز اپنے کسی پر نہیں کھولے
واقف ہو تو کچھ واقفِ اسرار تمھیں ہو

دشمن کو بھی جو دامنِ رحمت میں چھپالے
اس دہر میں وہ صاحبِ کردار تمھیں ہو

دامن میں چھپا لینا سرِ روزِ جزا بھی
دنیا میں تو اُمّت کے مددگار تمھیں ہو

تم سے ہی تو پہچانا ہے اللہ کو ہم نے
سب کچھ تو ہمارے لئے سرکار تمھیں ہو

دنیا میں تو آئے ہیں نبی اور بھی لیکن
محشر میں مصوّر کے مددگار تمھیں ہو

مدینے والے

پھر نگاہِ کرم اک بار مدینے والے
میرے آقا مرے سرکار مدینے والے

رحمتیں آپؐ کی اتنی ہی کرم گستر ہیں
جس قدر ہم ہیں گنہگار مدینے والے

موم کر دیتی ہے پتھر کے جگر والوں کو
آپؐ کی نرمئ گفتار مدینے والے

ساری دنیا ہے مخالف تو ہمیں ڈر کیا ہے
آپ جب تک ہیں مددگار مدینے والے

وقتِ ہجرت جو مددگار ہوئے آقا کے
کتنے اعلیٰ ہیں وہ انصارؓ مدینے والے

کفر کے ساتھ کبھی دین کا سودا نہ کیا
مرحبا صاحبِ کردار مدینے والے

آپ کے در پہ نیازی و سوالی بن کر
کتنی آنکھیں ہیں گہر بار مدینے والے

اے مصورؔ اُسے رب مل گیا محشر میں جسے
مل گئے مونس و غمخوار مدینے والے

رہبرِ انسانیت

کون و مکاں میں زیست کا ساماں تمھیں سے ہے
یہ ساری بزمِ عالمِ امکاں تمھیں سے ہے

نورِ خدا ہو۔ رہبرِ انسانیت ہو تم
دنیا کی محفلوں میں چراغاں تمھیں سے ہے

آئے ہو بن کے نورِ ہدایت جہاں میں تم
صلِّ علیٰ وجودِ مسلماں تمھیں سے ہے

رحمت بھی ہے۔ شفا بھی ہے۔ وجہِ نجات بھی
یہ امتیازِ عظمتِ قرآں تمھیں سے ہے

اتنی کسے مجال کہ ایک لمحہ جی سکے
یہ زندگی۔ یہ رنگِ بہاراں تمھیں سے ہے

ہیں رحمتوں کے پھول شفاعت کی نکہتیں
ساری بہارِ گلشنِ ایماں تمھیں سے ہے

کیا منہ دکھائیں گے تمھیں محشر کے روز ہم
دل اپنا اے رسول پشیماں تمھیں سے ہے

لاکھوں سلام تم پہ مصوّر کے یا رسول ﷺ
افسردہ زندگی میں بہاراں تمھیں سے ہے

(۲۰)

نعتیہ گیت

رحمت کی بہاریں ٹوٹ پڑیں طیبہ کے نظارے جاگ اُٹھے

ہر سمت گھٹا میلاد کی چھائی گلشن گلشن پھول کھلے
ہر گھر میں سلاموں کی بارش ہر آن دُرودوں کے تحفے
مرنے کی تمنا کون کرے جینے کے سہارے جاگ اٹھے

کالی کملی والے کا جب نور فضاؤں میں بکھرا
ظلمت نے چھپایا منہ اپنا گمراہی نے دم توڑ دیا
غفلت میں پڑے جو سوتے تھے وہ نیند کے مارے جاگ اٹھے

جب احمدِ مُرسل نے پرچم اللہُ اَحد کا لہرایا
بطحا کی زمیں پر شور ہوا اور سارا عالم گونج اٹھا
اللہ کے دشمن کانپ گئے اللہ کے پیارے جاگ اٹھے

شام و سحر ہے نور کی برکھا رنگیں رنگیں فضائیں ہیں
ہر ہر لب پہ ذکرِ نبیؐ ہے بھینی بھینی ہوائیں ہیں
گھر گھر میں نبیؐ کے نغموں سے جنت کے نظارے جاگ اٹھے

ظلمت کی گھٹا کافور ہوئی رحمت کی گھٹائیں جب چھائیں
پھیل گئی ہریالی ہر سو یہ کچھ ایسی ٹوٹ کے برسیں
سب بھولے بسرے جتنے بھی تھے سارے کے سارے جاگ اٹھے

کتنے اچھے یہ دن آئے جیسے بہاروں کا موسم
سب کے چہرے شاداں شاداں سب کے ایماں مُحکم مُحکم
اخلاق و محبت کے سارے پیغام ہمارے جاگ اٹھے

ذکرِ اللہ، ذکرِ محمدؐ ایک یہی سیدھی منزل
جس نے مقدّر پائی یہ منزل آساں اُسکی ہر مشکل
اورادِ سحر گاہی کی قسم حوروں کے اشارے جاگ اٹھے

ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ

نبیؐ کا ہاتھ بٹایا ہے چار یاروں نے
کہ دینِ حق کو بڑھایا ہے چار یاروں نے

گلوں میں خوب بسایا ہے چار یاروں نے
جب ایک عطر بنایا ہے چار یاروں نے

یونہی نہیں ہمیں دکھلائی راہِ دینِ مبیں
خود اس پہ چل کے دکھایا ہے چار یاروں نے

کبھی جو سخت گھڑی آئی دینِ فطرت پر
خوشی سے خون بہایا ہے چار یاروں نے

یہ احتیاط کہ پڑنے نہ پائے حق کے خلاف
جو اک قدم بھی اٹھایا ہے چار یاروں نے

نہ کیوں ہو اُن سے خدائے کریم بھی راضی
وہ کام کر کے دکھایا ہے چار یاروں نے

زمانہ اُن کی محبت پہ ناز کرتا ہے
کچھ ایسا حسن ہی پایا ہے چار یاروں نے

جو بار چھوڑا تھا آقا نے ساری اُمت پر
وہ بار پہلے اٹھایا ہے چار یاروں نے

جواب اگلی بہاروں کا بھی نہیں لیکن
وہ گلستاں جو سجایا ہے چار یاروں نے

بھنور سے کشتیٔ اسلام کیا بچائی ہے
کہ ڈوبتوں کو بچایا ہے چار یاروں نے

چراغ کفرِ ضلالت کا ہوگیا بے نور
وہ آفتاب دکھایا ہے چار یاروں نے

ہر ایک شاخِ شجر آج تک ہے سبز اُس کی
کچھ ایسا باغ لگایا ہے چار یاروں نے

مصوّر اُن کا ہر اک وصف انفرادی ہے
یہ سب رسولؐ سے پایا ہے چار یاروں نے

رسولؐ کی باتیں

ہیں کتنی جامع و محکم رسولؐ کی باتیں
سنائے جا مرے ہمدم رسولؐ کی باتیں

بھلائے دیتی ہیں ہر غم رسولؐ کی باتیں
ہیں دل کے زخموں کا مرہم رسولؐ کی باتیں

یہ روشنی یہ ملائک یہ عطر بیز فضا
سنائے جائیے پیہم رسولؐ کی باتیں

وہی تو بنتی ہیں وجہِ نزولِ رحمتِ خاص
وہی جو ہوتی ہیں باہم رسولؐ کی باتیں

خدا کے بعد رسولِ خدا کا درجہ ہے
خدا کے بعد مقدّم رسولؐ کی باتیں

خدا اگر ہمیں توفیق دے تو اے یارو
تمام عمر کریں ہم رسولؐ کی باتیں

ہے اک کلامِ خدا جس سے دل نہیں بھرتا
پھر اس کے بعد مکرّم رسولؐ کی باتیں

یہی ہیں حاصلِ دنیا یہی ہیں حاصلِ دیں
جو کر سکیں تو کریں ہم رسولؐ کی باتیں

تمام فیض کا دریا رسولؐ کی ہستی
تمام رحمتِ عالم رسولؐ کی باتیں

مصوّر اُن پہ دُرودوں کے پھول برسائیں
جہاں کہیں بھی سنیں ہم رسولؐ کی باتیں

ایثار

(عید الاضحیٰ سے متعلق)

عیدِ اضحیٰ کی جو چھائی ہے گھٹا آج کے دن
خوب ہے منظرِ تسلیم و رضا آج کے دن

جو بھی اللہ کی راہوں میں پھرا آج کے دن
دھل گئی اُس کے گناہوں کی رِدا آج کے دن

کبھی اُٹھی تھی فضاؤں میں جو آوازِ خلیلؑ
گو نجتی ہے وہی کانوں میں صدا آج کے دن

ایک خلقت ہے کہ اللہ کی شیدائی ہے
دیکھنے والا ہے بازارِ منیٰ آج کے دن

اللہ اللہ وہ براہیمؑ کا ایثارِ عظیم
بن گیا سنّتِ محبوبِ خدا آج کے دن

مرحبا ہاشمی و مکّی و ابراہیمیؑ
ہم کو ایثار کا وہ درس دیا آج کے دن

ایک عالم ہے کہ انگشت بدنداں ہے خلیلؑ
امتحاں تم نے وہ طاعت کا دیا آج کے دن

ہے پسندیدہ بہت جذبۂ ابراہیمی
ان کی تقلید کریں ہم بھی ذرا آج کے دن

ہر طرف عزم و وفا۔ جذبۂ قربانی ہے
اے مصوّر یہ ہے انعامِ خدا آج کے دن

—— وزیر ——

شبِ برأت

کتنی پُر نور ہے دنیا کی فضا آج کی رات
اپنے بندوں سے مخاطب ہے خدا آج کی رات

ہلکی ہلکی وہ تلاوت کی صدا آج کی رات
خوب ہے شہرِ خموشاں کی فضا آج کی رات

یہ عبادت کی ہے شب اس کو نہ غفلت میں گزار
کم سے کم خود کو گناہوں سے بچا آج کی رات

جو بھی اللہ سے مانگیں وہ ہمیں مِل جائے
ہم اٹھائیں تو ذرا دستِ دُعا آج کی رات

جس قدر چاہے تو نیکی کا خزانہ بھر لے
عام ہے رحمتِ محبوبِ خدا آج کی رات

مغفرت کے لئے بیتاب ہیں کتنی روحیں
اس طرح چھائی ہے رحمت کی گھٹا آج کی رات

بزمِ ارواح میں ہے جشنِ مسرت کیا کیا
اُس کی بخشش کا ہے دروازہ کھُلا آج کی رات

جیسے لگتا ہے یہیں عرشِ معلّیٰ ہے کہیں
ہر طرف نور کی پھیلی ہے ردا آج کی رات

رزق کا رزق بڑھا۔ عمُر کی بھی عمُر بڑھی
اُس کے در سے کوئی خالی نہ پھرا آج کی رات

بخششِ عام ہے آئے تو کوئی مانگے تو
عرشِ اعظم سے یہ آتی ہے ندا آج کی رات

رحمتِ خاص ہے اُمّت کے گنہگاروں پر
اے مصوّر یہ ہے انعامِ خدا آج کی رات

———— ونا ————

اے سرورِ عالم صلّ علیٰ

گھیرے ہیں ہمیں ہر سمت سے غم اے سرورِ عالم صلّ علیٰ
پھر ایک نگاہِ لطف و کرم اے سرورِ عالم صلّ علیٰ

ہم خود بھی وفا کے خوگر ہیں اور درسِ وفا بھی دیتے ہیں
ہوتی ہے ہمیں پر مشقِ ستم اے سرورِ عالم صلّ علیٰ

لگتا ہے ہمارا دنیا میں اب کوئی بھی غم خوار نہیں
معزول ہیں ہم معتوب ہیں ہم اے سرورِ عالم صلّ علیٰ

دشمن ہے ہمارا اک عالم چھوڑینگے نہ دامن آپکا ہم
ہوتے ہیں تو سر ہو جائیں قلم اے سرورِ عالم صلّ علیٰ

دنیا کی تو قیمت ہی کیا ہے کونین کی دولت کچھ بھی نہیں
ہو جائے اگر اک چشمِ کرم اے سرورِ عالم صلِّ علیٰ

رحمت کا اشارہ ہو جائے بس کام ہمارا ہو جائے
دُھل جائیں دلوں سے داغِ الم اے سرورِ عالم صلِّ علیٰ

اِس عالمِ قربِ قیامت میں ہے آپ کا ذکر ایسا بخدا
جیسے کہ ہو زخموں پہ مرہم اے سرورِ عالم صلِّ علیٰ

کافی ہیں یہی بخشش کے لئے مل جائیں اگر یہ دو تحفے
ایک قلبِ حزیں اک دیدۂ نم اے سرورِ عالم صلِّ علیٰ

جس وقت مصوّر دنیا سے ہو جانبِ عقبیٰ تیرا سفر
جاری رہے لب پر یہ پیہم اے سرورِ عالم صلِّ علیٰ

آج کی رات

یہ کائنات میں کون آرہا ہے آج کی رات
بڑی حسین۔ بڑی دل رُبا ہے آج کی رات

ظہورِ نورِ شہِ دوسرا ہے آج کی رات
تجلّیوں سے مُنوّر فضا ہے آج کی رات

کہاں یہ ذکرِ رسولِ خدا ہے آج کی رات
تمام صحنِ چمن جھوم اٹھا ہے آج کی رات

ہر ایک گھر میں دُرود و سلام کے نغمے
ہر اک زبان پہ صَلِّ علیٰ ہے آج کی رات

وہ رات جس پہ نچھاور ہزار ہا صُبحیں
نہ پوچھ مجھ سے کہ وہ رات کیا ہے آج کی رات

یہ رات آئے تو اِس کی سحر نہ آئے کبھی
یہ آرزو ہے یہی مُدّعا ہے آج کی رات

کرم سے اُنکے ہم اپنی بھی جھولیاں بھر لیں
نوازشات کا وہ سِلسلا ہے آج کی رات

تمام مشکلیں ہستی کی ہو گئیں آساں
وہ رحمتوں کا نشاں مِل گیا ہے آج کی رات

کوئی تو خُلق و محبت کا ہم بھی عہد کریں
کہ ذکرِ ہادئ صدق و صفا ہے آج کی رات

غلامئ شہِ کونین کاش مِل جائے
مصوّر اپنی یہی اک دُعا ہے آج کی رات

محمدؐ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا

ہے اللہ کا خود یہ فرمانِ محکم محمدؐ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا
محمدؐ کی خاطر ہے بزمِ دو عالم محمدؐ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا

یہ افلاک و خورشید یہ ماہ و انجم یہ کہسار و دریا یہ گلزار و صحرا
ہیں سب نقشِ پائے نبیِؐ مکرّم محمدؐ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا

خدا کا اگر یہ نہ مقصود ہوتا کہ پیدا کرے ذاتِ خیر البشر کو
نہ آدمؑ ہی ہوتے نہ اولادِ آدم محمدؐ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا

یہ نیرنگیٔ دو جہاں کچھ نہ ہوتی یہ پہنائیٔ لامکاں کچھ نہ ہوتی
نہ ہوتی مسرّت نہ ہوتا کوئی غم محمدؐ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا

اگر ہم کو انساں بنایا نہ ہوتا شعورِ حقیقت سکھایا نہ ہوتا
تو اللہ کو بھی نہ پہچانتے ہم محمدؐ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا

یہ صدیقؓ و فاروقؓ و عثمانؓ و حیدرؓ ہیں جتنے بھی البتہ ذاتِ اطہر
نہ ہوتا شناسا کوئی اور نہ محرم محمدؐ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا

گنہگار بندوں کی مدحت ہی کیا ہے مصوّر ہماری حقیقت ہی کیا ہے
خدا خود ہے مدّاحِ شاہِ دو عالم محمدؐ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا

شبِ ولادت

ہونے والا ہے حقیقت کا ظہور آج کی رات
جس طرف دیکھئے ہے نور ہی نور آج کی رات

لاکھ ہم ارضِ مدینہ سے ہیں دُور آج کی رات
دِل مگر فرطِ محبت سے ہے چوُر آج کی رات

ہے جنھیں اُن سے تعلّق وہی کچھ جانتے ہیں
قلب کو ملتا ہے کیا کیف و سُرور آج کی رات

ہو گئے کفر و ضلالت کے اندھیرے کافور
روشنی لے کے وہ آئے ہیں حضور آج کی رات

ذکرِ سرکارِ دو عالم تو ذرا چھیڑ کے دیکھ
سارے غم قلب سے ہو جائینگے دُور آج کی رات

بادۂ حُبِّ نبیؐ عام نہیں ہے لیکن
اہلِ دل پیتے ہیں یا اہلِ شعور آج کی رات

دیکھنے والا ہے طیبہ میں فرشتوں کا نزول
سبز گنبد ہے کہ اک بُقعۂ نور آج کی رات

بھیج تحفے تو سلاموں کے مصوّر اُن کو
ہوگی پھر بارشِ رحمت بھی ضرور آج کی رات

روضۂ خیر الوریٰ

مدینے میں پہونچکر کیا بتائیں ہم نے کیا دیکھا
زمیں سے آسماں تک نور کا اک سلسلا دیکھا

حریم مصطفےٰ دیکھا۔ کہیں غارِ حرا دیکھا
ہر اک جا گلشنِ رحمت کا دروازہ کھلا دیکھا

مدینے میں جہاں ہے بارگاہِ رحمتِ عالم
وہیں سے جنّتُ الفردوس کا بھی راستا دیکھا

مدینے کی گلی میں دیکھنے والی نگاہوں نے
نزولِ قدسیاں دیکھا۔ جمالِ مصطفےٰ دیکھا

شہِ یثرب کے پہلو میں ابوبکرؓ و عمرؓ بھی ہیں
یہ اصحابِ نبیؐ کا مرتبہ صلِّ علےٰ دیکھا

جلوے میں بارگاہِ فخرِ کل فخر دو عالم کے
مکانِ فاطمہ زہرہؓ علیؑ مرتضےٰ دیکھا

مدینے میں یقیناً رات دن رحمت برستی ہے
وہاں کا ذرّہ ذرّہ بھی بہت ہی خوشنما دیکھا

کسی گوشے میں دنیا کے یہ کیفیت نہیں ملتی
جو لطفِ خاص قربِ روضۂ خیرُ الوریٰ دیکھا

خوش اخلاقی۔ خوش اطواری متانت اور حق گوئی
یہ اعجازِ مدینہ سب بہ فیضِ مصطفےٰ دیکھا

جمالِ گنبدِ خضرا اخیرِ شب ارے توبہ
نہ پوچھو کیا سے کیا پایا نہ پوچھو کیا سے کیا دیکھا

مصوّر جالیوں کے پاس کا منظر بیاں کیا ہو
کسی کی آنکھ تر دیکھی کسی کا سر جھکا دیکھا

خسروِ دوجہاں

ذکرِ نورِ نبی ہے آج کی رات
روشنی روشنی ہے آج کی رات

ہم ہیں اُن کی گلی ہے آج کی رات
حاصلِ زندگی ہے آج کی رات

خسروِ دوجہاں کی آمد ہے
یہ جہاں دیدنی ہے آج کی رات

ذکر ہے کملی والے آقا کا
ہر طرف دلکشی ہے آج کی رات

کیا بتائیں کہ اُن کے کوچہ میں
کس قدر بے خودی ہے آج کی رات

اتنی فردوس میں ملے تو ملے
جتنی راحت ملی ہے آج کی رات

جس نے ایسا رسولؐ بھیجا ہے
حمد اُس ذات کی ہے آج کی رات

رحمت اُس کو تلاش کرتی ہے
جس کا دل ملتجی ہے آج کی رات

گلشنِ ارتقائے ہستی میں
ہر کلی کھل گئی ہے آج کی رات

اللہ اللہ نبیؐ کے صدقے میں
زندگی ۔ زندگی ہے آج کی رات

ہے مصورؔ زبان پہ نعتِ نبیؐ
یہ مری بندگی ہے آج کی رات

قطعہ
در منقبت سلطان الشہدا حضرت سید سالار مسعود غازیؒ
بہرائچ

سلام ان پر کہ غازیؒ نے نرالی شان پائی ہے
رگوں میں خوں علیؓ کا ۔ دل میں نورِ مصطفائی ہے
نہ کیوں سرکارِ مسعودی سے پہونچے فیض عالم کو
کہ اِس سرکار پر بھی پرتوِ مشکل کشائی ہے

سرورِ ہجرِ نبیؐ

وہ دل کا درد جو رہتا ہے میرے سینے میں
علاج اس کا اگر ہے تو بس مدینے میں

سرورِ ہجرِ نبیؐ کا نہ پوچھ اے ہمدم
جو تشنگی میں مزا ہے کہاں وہ پینے میں

کچھ ایسا کھینچ لیا دل ہمارا طیبہ نے
کہیں بھی ہم رہیں رہتا ہے دل مدینے میں

جو زیست پیرویٔ مصطفےٰ سے عاری ہے
نہ لطف مرنے میں کچھ ہے نہ ایسے جینے میں

ملی وہ پھولوں کو خوشبو نہ مشک و عنبر کو
مہک جو ہے شہِ کونینؐ کے پسینے میں

میں دیکھ لیتا ہوں اکثر جمالِ قبۂ نور
وہ بزمِ شوق ہے اب دل کے آبگینے میں

وہاں سکوں بھی ہے اخلاق بھی محبت بھی
جو زندگی کا مزہ ہے تو بس مدینے میں

مصوّر اپنی یہی التجا ہے آقا سے
غلام کو بھی بلا لیجئے مدینے میں

——— ۵۵۵ ———

جمیعُ الصِّفات

اک نبی کی ذات صلّے اللہ — حاصلِ کائنات صلّے اللہ
آپ کی پاک ذات صلّے اللہ — ہے جمیعُ الصِّفات صلّے اللہ
وہ درود و سلام کے تحفے — قدسیوں کی برات صلّے اللہ
سب سے اعلیٰ خدا کی ذات کے بعد — ہے محمدؐ کی ذات صلّے اللہ
ان کی یہ رفعتیں خدا کی قسم — خسروِ شش جہات صلّے اللہ
اک مجسّم صحیفۂ قرآن — آپ کی یہ صفات صلّے اللہ
وہ بھی خالق کی بات ہے گویا — کملی والے کی بات صلّے اللہ
جاگ اُٹھے نصیب طیبہ کے — کیا تھی ہجرت کی بات صلّے اللہ
مرحبا زندگی مدینے کی — اور وہاں کی نغمات صلّے اللہ

خود مسرور ہے کاش سنتے نعت
سرورِ کائنات صلّے اللہ

سیرِ مدینہ

نامِ محمدؐ کتنا اَحسن — جس پہ قرباں سب تن من دھن
کملی والے کا پیراہن — نورِ الٰہی سے ہے مزّین
سبحان اللہ آپؐ کا بچپن — شام بھی مثلِ روزِ روشن
ذاتِ نبیؐ اُمّیِ مطلق — لیکن پھر بھی علم کا مخزن
جاتے ہیں کعبے سے مدینے — پھرتے ہیں ہم گلشن گلشن
بلدۂ مکّہ کیا کہنا ہے — آج بھی ہے دنیا کا مامن
ظلمتِ شب میں گنبدِ خضرا — طشتِ سیہ میں جیسے کندن
آج بھی ہے گلزارِ مدینہ — حلم کا مرکز، خلق کا مسکن
دُور سے دیکھا جی بھر آیا — پوچھ نہ مجھ سے وجہِ شیون
اشکِ مسلسل ماشاء اللہ — باز بہ دیدہ باز بہ دامن
بچ کے گزر جا اِس دنیا سے — دیکھ اُلجھنے پائے نہ دامن

دنیا اُس کی دین بھی اُس کا — تھام لے جو سرکار کا دامن

چھوٹ گیا جب دنیا ہی میں — حشر میں کیا ہاتھ آئیگا دامن

روضۂ انور کے نظارے — ہوتی ہیں جن سے آنکھیں روشن

جن کے آگے فرشتوں کی بھی — فرطِ ادب سے خم ہے گردن

جن کے صدقے میں ہوئی اکثر — تیرہ دلوں کی قسمت روشن

کتنے اچھے چاند ستارے — ساری رات اور آپکا درشن

مہر کی قسمت کا کیا کہنا — دن بھر چومے آپ کا دامن

صبح کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں — آکر چھو جاتی ہیں چلمن

اللہ اللہ سیرِ مدینہ — چھوڑ دئے چڑیوں نے نشیمن

اک ہم دنیا میں ہیں مصوّر
بخت کے مارے عقل کے دشمن

دوہا

مدینے کے راہی

سراپا ہیں نکہت مدینے کے راہی
ہیں گل ہائے جنت مدینے کے راہی

بڑے باسعادت مدینے کے راہی
ہیں خاصانِ امّت مدینے کے راہی

چلے جا رہے ہیں خراماں خراماں
بصد لطف و راحت مدینے کے راہی

مبارک ۔ مبارک یہ تیرے ارادے
سلامت سلامت مدینے کے راہی

جو رستے میں آنسو بہائے ہیں تو نے
نہ پوچھ اُنکی قیمت مدینے کے راہی

کٹا وقت جو مشکلاتِ سفر میں
ہے عینِ عبادت مدینے کے راہی

بیاں کیا کروں پا پیادہ سفر میں
جو ملتی ہے فرحت مدینے کے راہی

وہ ہر گام پر پڑھنے والے دوگانہ
نہ پوچھ اُنکی نسبت مدینے کے راہی

ادب سے ذرا دیکھ وہ سامنے ہے
حریم رسالت مدینے کے راہی

نہ پوچھو ہوئی ہے جو تم سے بچھڑ کر
مرے دل کی حالت مدینے کے راہی

ٹپکتے ہیں جب تیرے اشکِ ندامت
برستی ہے رحمت مدینے کے راہی

مصوّرؔ کو پھر ہو میسّر حضوری
کہاں ایسی قسمت مدینے کے راہی

——— ۞ ———

قطعہ
در منقبت سلطان الشہدا حضرت سید سالار مسعود غازیؒ بہرائچ

وہ دن بچپن کے جو کٹتے ہیں لطف و شادمانی میں
گزارے معرکوں میں، دینِ حق کی پاسبانی میں
مصوّرؔ کیا یہ رفعت کم ہے شاہِ سرفروشاں کی
پیا ہے آپ نے جامِ شہادت نوجوانی میں

نگاہِ کرم

(فارسی)

زمیں نہ خواہم و ہفت آسماں نمی خواہم
بجز دیارِ تو ہیچ از جہاں نمی خواہم

ارادتم بہ حضوری زِ ہند تا طیبہ
نہاں نہاں بروم کارواں نمی خواہم

حیاتِ یک نفسم بہ چو بارضا گزرد
بہ کفر زندگیٔ جاوداں نمی خواہم

یقیں کنی کہ بہ فخرِ قلندریِ حجاز
عنانِ کشورِ ہندوستاں نمی خواہم

سکوتِ شب شود و من بروئے قبّۂ نور
به این نظاره تُرا ہم نہاں نمی خواہم

چو سر به سجده شوم بر مقامِ ابراہیمؑ
زِلطف باز برآیم چناں نمی خواہم

تو یک نگاہِ کرم کُن ہمیں بس است مرا
کہ خستہ ام کرمِ بے کراں نمی خواہم

چو یک صفت ز تو بر من اثر کند صدیقؓ
بایں متاع۔ متاعِ جہاں نمی خواہم

گُلے کہ می طلبم گر دریں گلستاں نیست
بصد بہار چنیں گلستاں نمی خواہم

زحمد و نعت مصوّر اگر زباں نارسیست
ہزار نغمۂ دل کش ازاں نمی خواہم

صلی اللہ علیہ وسلم

آج ہے ذکرِ شاہِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم
نامِ محمدؐ سن کے کہیں ہم صلی اللہ علیہ وسلم

حامیٔ بیکس۔ آیۂ رحمت۔ ساقیِ کوثر۔ شافعِ محشر
خُلقِ مجسّم۔ فخرِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم

رتبۂ عالی اللہ اللہ روزِ ازل سے روزِ ابد تک
سیدِ مُرسل۔ رہبرِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

مُوجبِ صدہا دولتِ دنیا، وجہِ ہزاراں نعمتِ عقبیٰ
پیرویٔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم

دُور ہو نظروں سے تاریکی۔ دل کی سیاہی بھی چھٹ جائے
کاش ملے وہ گریۂ پیہم صلی اللہ علیہ وسلم

کیسی پیاس اور کیسی گرمی آپؐ ہمارے پیشِ نظر ہوں
آپؐ ہی کوثر آپؐ ہی زمزم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ

مدِّ مقابل لاکھوں دشمن اور ادھر گنتی کے ساتھی
اللہ اللہ عزمِ محکم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ

مسجدِ نبویؐ اور صحابہؓ بیٹھے ہوئے ہیں باندھے حلقہ
بیچ میں سب کے قبلۂ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ

کاش ہمیں حاصل ہو حضوری دل کی تمنّائیں ہوں پوری
ہم پھر دیکھیں روضۂ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ

اللہ کا احساں ہے ہم پر ایسے نبیؐ کی ہم اُمّت ہیں
لاکھ ہیں غمگیں پھر بھی نہیں غم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ

اپنی تمنّا ہے یہ مصوّر یاد میں فخرِ کون و مکاں کے
یونہی رہے نم دیدۂ پُرنم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ

——— وشا ———

شافعِ محشر

احمدِ مُرسل اپنا رہبر
سب سے اعلیٰ سب سے بہتر

اللہ اللہ خاک کا بستر
رشک کرے ایوانِ قیصر

روزِ ازل سے روزِ ابد تک
سب کا ہادی سب کا رہبر

نور سے بھی بڑھ کر نورانی
جسمِ مبارک، روئے منوّر

سارا عالم ساری خلقت
سب تیرے قدموں پہ نچھاور

میری ہستی قطرہ قطرہ
تیری ہستی گوہر گوہر

مہرِ نبوت دید کے قابل
صبح فروزاں شام منوّر

ہم سب مصروفِ عصیاں ہیں
شافعِ محشر، شافعِ محشر

تم کو دیکھا پیاس بجھالی　　کون پکارے کوثر، کوثر

راتوں میں مصروفِ عبادت　　کون کھڑا ہے اوڑھے چادر

لاکھ زمانہ دشمن میرا　　تم اپنے ہو پھر کس کا ڈر

جلوۂ کعبہ رحمت رحمت　　جلوۂ طیبہ قندِ مکرّر

دِل کی تمنّا ہے یہ مصوّر
کاش حضوری بھی ہو میسّر

ـــــــــ ؛؛ ـــــــــ

صُبحِ وِلادت

حبیبِ کبریا تشریف لائے
محمد مصطفیٰ تشریف لائے

دو عالم سرنگوں و دل بکف ہیں
کہ شاہِ دوسرا تشریف لائے

وہ جن سے روشنی پھیلی جہاں میں
وُہی شمس الضحیٰ تشریف لائے

ہوئی جب تیرہ و تاریک دنیا
تو پھر بدرُ الدجیٰ تشریف لائے

جِلا انسانیت کو دینے والے
وہ سرتاپا حیا تشریف لائے

اخلاق کی تعلیم

شاید درِ محبوب کی خاک اس نے مَلی ہے
جب تو یہ صبا جھوم کے اٹھلا کے چلی ہے

اخلاق کی تعلیم جو اس درجہ پھلی ہے
آغوش میں سرکارِ دوعالمؐ کے پلی ہے

کیا پوچھئے شاہنشہ کونینؐ کی سیرت
ہر ایک انگوٹھا نور کے سانچے میں ڈھلی ہے

کون آئے گا انوارِ نبوّت کے مقابل
کب شمع کوئی سامنے سورج کے جلی ہے

دنیا کے ہر اک گوشے کو مہکا دیا جس نے
وہ گلشنِ رحمت وہ مدینے کی گلی ہے

کانٹے بھی ہیں سینے سے لگا لینے کے قابل
کیا کہنا مدینے کی ہر اک چیز بھلی ہے

بہتر ہے جو کل کرنا ہے کام آج ہی کر لیں
یہ موت کسی سر سے ٹلے گی نہ ٹلی ہے

ہم اپنے عمل سے اسے جو چاہیں بنا لیں
دُنیا تو حقیقت میں بُری ہے نہ بھلی ہے

گرویدۂ صدیقؓ ہے عاشق ہے عمرؓ کا
عثمانؓ کا شیدا ہے جو مدّاحِ علیؓ ہے

کیا کچھ نہیں گلزارِ مدینہ میں مصوّر
جنّت تو فقط ایک مدینے کی گلی ہے

سرچشمۂ نوری

یادِ شہِ بطحا میں جو اشک نکلتا ہے
افسانۂ ہستی کا عنوان بدلتا ہے

گمراہی و ظلمت کا دِل جس سے دَہلتا ہے
اے تیرگیٔ عالم وہ چاند نکلتا ہے

ہستیٔ عمرؓ بدلی سرچشمۂ نوری سے
یہ نور ہے وہ جس سے پتّھر بھی پگھلتا ہے

جاتا ہے کوئی طیبہ جب ہم سے جُدا ہو کر
جان اور تڑپتی ہے دل اور مچلتا ہے

خود بڑھ کے ہر اک منزل چھوتی ہے قدم اُنکے
سرکارِ دو عالم کی راہوں پہ جو چلتا ہے

ہنگامِ حضوری ہم دل کو تو سنبھالے ہیں
لیکن جو لہُو دل کا پلکوں پہ مچلتا ہے

سرکار کا وعدہ بھی اللہ کا وعدہ ہے
اللہ کا وعدہ تو ہرگز نہیں ٹلتا ہے

کونین دُرخشاں ہیں بس دو ہی چراغوں سے
اک عرش پہ روشن ہے اک فرش پہ جلتا ہے

یہ وقتِ تجلّی ہے اے تیرہ شبی رخصت
میخانۂ عالم کا اب رنگ بدلتا ہے

ایسی ہی کشش ہے کچھ گلزارِ مدینہ میں
دِل جب تو مصوّر کا طیبہ میں بہلتا ہے

نگہبانِ مدینہ

جہاں بھر میں ہے فیضانِ مدینہ
مرے اللہ یہ شانِ مدینہ

منور آسماں، روشن زمیں ہے
یہ فیضانِ شبستانِ مدینہ

ہزاروں کوس ہے لیکن یہیں سے
نظر آتا ہے ایوانِ مدینہ

نہیں ممکن کہ اس پر آنچ آئے
محمد ہیں نگہبانِ مدینہ

مزے خلدِ بریں کے لوٹتا ہوں
نگاہوں میں ہے بُستانِ مدینہ

کرم اُن کا نہیں تو اور کیا ہے
مصوّر اور ثنا خوانِ مدینہ

مدینے کا جلوہ

مسرت نشاں بنکے دیکھا کرینگے
گل و گلستاں بنکے دیکھا کرینگے

فضاؤں میں شب کی مدینے کا جلوہ
مہ و کہکشاں بنکے دیکھا کرینگے

کبھی بنکے مہرِ فلک کی شعاعیں
کبھی بدلیاں بنکے دیکھا کرینگے

زباں سے اگر حالِ دل کہہ نہ پائے
تو ہم بے زباں بنکے دیکھا کرینگے

خوشی کا سہارا تو اک عارضی ہے
غمِ جاوداں بنکے دیکھا کرینگے

سوئے قبۂ نورِ مہر و وفا کا
سراپا نشاں بنکے دیکھا کرینگے

سلامت رہے شوقِ دیدارِ طیبہ
دلِ ناتواں بنکے دیکھا کرینگے

دیارِ نبی ﷺ جانیوالوں کو بھی ہم
رہِ کارواں بنکے دیکھا کرینگے

مناروں سے مسجد کے انوارِ طیبہ
صدائے اذاں بنکے دیکھا کرینگے

مصوّر بہر حال طیبہ کے جلوے
دلِ شادماں بنکے دیکھا کرینگے

رباعیات

(تعلیماتِ نبویؐ کی روشنی میں)

آیا ہوا طوفان پلٹ جاتا ہے
زور آندھی کا کتنا بھی ہو گھٹ جاتا ہے
اللہ سے مشکل میں دعا مانگ کے دیکھ
ہر کوہِ گراں راہ سے ہٹ جاتا ہے

ہر لحظہ میں داور سے اماں مانگتا ہوں
ہر فتنہ و ہر شر سے اماں مانگتا ہوں
رسوائی دنیا مجھے منظور مگر
رسوائی محشر سے اماں مانگتا ہوں

بڑھتی ہے جو کوئی بات کیا کرلے گی
آتی ہے جو غم کی رات کیا کرلے گی
اللہ کی رحمت ہے اگر مجھ پہ جناب
دشمن بھی ہو کائنات کیا کرلے گی

دیکھی جو سحر رنگِ شفق بھول گئے
اس زیست کا جو حق تھا وہ حق بھول گئے
دنیا کی تو ہر چیز ہمیں یاد رہی
بس قبر کی منزل کا سبق بھول گئے

کچھ اُف نہیں کرتے ہیں ستم سہتے ہیں
کچھ آہ و بکا ہی میں مگن رہتے ہیں
افسوس تو آتا ہے مصوّر اُن پر
جو لوگ کہ اچھّوں کو بُرا کہتے ہیں

ہر بات کہو ایسی کہ اچھی ہی لگے
تلخی بھی ہو کچھ اُس میں تو میٹھی ہی لگے
تعلیمِ نبیؐ یہ بھی ہے اے انسانو!
حق بات کہو خواہ وہ کڑوی ہی لگے

اعمال کی تصویر میں ڈھل جائے گی
محشر کی تمازت میں پگھل جائے گی
ہاتھ آئے گا حسرت کے سوا کیا اے دوست
اس جسم سے جب روح نکل جائے گی

اس درجہ ہیں غرقِ انجمنِ ہستی میں
کچھ اور نظر آتا نہیں مستی میں
ہے فردِ عمل اپنی سیاہ اور سیاہ
گرتے ہی چلے جاتے ہیں ہم پستی میں

جب حشر میں کانٹا کہیں رُک جائے گا
دم بھر میں حساب آپ کا چُک جائے گا
جس پلّے میں ڈالینگے درُودوں کا ثواب
پلّا وہی میزان کا جُھک جائے گا

کس کرب سے ہم جیتے ہیں اور مرتے ہیں
دم بھر بھی بھلے ہونے کا ہم ڈرتے ہیں
جو کام ہیں کرنے کے وہ تو کرتے نہیں
جو کام نہ کرنے کے ہیں وہ کرتے ہیں

احادیثِ نبویؐ

نوٹ

تقریباً تیس ۳۰ سال پہلے چند مخلص احباب کے اصرار پر فلسفۂ تعلیماتِ دینی کے پیشِ نظر کچھ احادیث میں نے نظم کی تھیں جو اس مجموعۂ نعت میں شامل کر رہا ہوں۔ یہ احادیث بُدُورِ السّافِرہ فی اُمُورِ الآخِرۃ سے ماخوذ ہیں۔ میں نے اپنے طور پر یہی کوشش کی ہے کہ اشعار کا مفہوم نفسِ حدیث سے ہٹنے نہ پائے۔

مصوّر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درود کی فضیلت

اک صحابی بنامِ ابنِ عمرؓ[1] ایک شیدائے ساقیِ کوثرؐ
جن سے مروی ہے یہ حدیثِ پاک جن کا احساں ہے آج بھی ہم پر
اُن سے اک دن نبیؐ نے فرمایا جمع سب ہونگے جب سرِ محشر
حضرت آدم بھی زیرِ عرشِ بریں رونق افروز ہونگے موقف پر
زیبِ تن ہوگا اُنکے سبز لباس ہوگی یہ خاص رحمتِ داور
باوجود اسکے حضرت آدم کا مضطرب ہوگا چہرۂ انور
آخر آدم بھی ایک انساں ہیں اپنے بچوں پہ جب کرینگے نظر

[1] حضرت عبداللہ ابن عمرؓ

اُن میں سے جائیگا جو دوزخ میں　　کیسی گزرے گی آپ کے اوپر
خیر اس پر بھی صبر کرلیں گے　　اور اس کا نہ لیں گے خاص اثر
لیکن اک اُمتی محمدؐ کا　　حضرت آدم کا خوش نصیب پسر
جارہا ہوگا بن کے جب قیدی　　کچھ فرشتوں کیساتھ سوئے سقر
اس قدر ہونگے مضطرب آدم　　دیکھ کر یہ تمسر فشاں منظر
یوں پکارینگے شاہ یثرب کو　　اے خدا کے عظیم پیغمبر

اِن فرشتوں کو ایسی کیا سوجھی
آپ کی لاج بھی نہیں رکھی

بات یہ سن کے حضرت آدم کی　　شاہِ بطحا کسیں گے اپنی کمر
اور چلتی ہو جیسے تیز ہوا　　ایسے جھپٹیں گے وہ فرشتوں پر
پھر پکاریں گے یوں فرشتوں کو
اے خدا کے سپاہیو! ٹھیرو!!

وہ فرشتے کرینگے عرض اس پر — اے نبوّت کے شاندار گوہر
آپکی ذات باعثِ برکت — آپکی لاج ہے سر آنکھوں پر
آپکی طاعت اپنا شیوہ ہے — آپکا حکم اپنا فرض مگر
سخت تر سخت گیر ہم یوں ہیں — ہے یہی حکمِ خالقِ اکبر

ہو معاف اے نبیؐ یہ گستاخی
ہم کو جو حکم ہے کریں گے وہی

جب فرشتے یہ دیں گے صاف جواب — بے جھجک بے خیالِ خوف و خطر
نا اُمیدی کا ٹوٹ پڑیگا پہاڑ — سرورِ کائنات کے دل پر
آپ ڈاڑھی پہ رکھ کے بایاں ہاتھ — نیچی نظریں کیے جھکائے سر
کچھ پریشاں سے کچھ فسردہ سے — سوئے عرشِ بریں کرینگے نظر
اور فریاد یہ کرینگے آپؐ — اے خدا! اے رحیم! اے داور!

تیرے احکام و مصلحت کے خلاف
مار سکتا نہیں پتنگا پر

تو نے وعدہ کیا ہے یہ مجھ سے
اپنی عظمت کا واسطہ دیکر

کہ بوقتِ حساب روزِ جزا

تو نہ فرمائے گا مجھے رسوا

بس اُسی وقت اک بلند آواز
گونج اٹھے گی عرشِ اعظم پر

"اب اطاعت کرو محمدؐ کی
اب ہے یہ حکمِ خالقِ اکبر

اور لے جاؤ میرے بندے کو
ایک بار اور جائے میزاں پر"

لائینگے جب فرشتے اسکو وہاں
ہوں گے ہمراہ شافعِ محشر

پھر نکالیں گے چار انگل کا
ایک پرچہ کمر سے پیغمبرؐ

اور فرما کے آپ "بسم اللہ"
ڈال دینگے اُسے بھی میزاں پر

رحمتِ حق سے نیکیاں اُس کی
بھاری پڑ جائیں گی گناہوں پر

پھر ندا ہوگی "میرے بندے کو | جو سعادت کا پا گیا ہے گہر
کوششیں جس کی کامیاب ہوئیں | نیکیاں جس کی بن گئی ہیں سپر

اے فرشتو! مری ضیافت میں
جلد لے جاؤ باغِ جنّت میں"

پھر تو اللہ کا وہ بندۂ نیک | بعدِ تعریفِ خالقِ اکبر
اُن فرشتوں سے یہ کریگا عرض | "اے فرشتو کرم کرو مجھ پر
مجھ کو اتنا تو پوچھ لینے دو | ہے خدا کا یہ کون پیارا بشر"
پھر وہ حضرت کے پاس آئیگا | اور کہے گا کہ "رشکِ جنّ و بشر
میرے ماں باپ آپ پر قرباں | ہوں نثار آپ پر مہ و اختر
کتنی اچھی ہے آپکی خصلت | کتنا پیارا ہے چہرۂ انور
آپ ہی نے مری شفاعت کی | آپ ہی کا ہے سب کرم مجھ پر

پوچھ سکتا ہوں میں بعجز و نیاز

آپ کا نام کیا ہے بندہ نواز؟

پھر یہ فرمائیں گے شہِ لولاک
"میں محمدؐ ہوں تیرا پیغمبر

ہادیٔ لا الٰہ الا اللہ
شافعِ حشر، ساقیٔ کوثر

اور یہ تیرا درود ہے وہ درود
بھیجتا تھا کبھی جو تو مجھ پر

آج میں نے تیری شفاعت کی
تیری بخشش ہوئی سرِ محشر

تو نے بویا تھا دہر میں جو شجر
مل گیا تجھ کو آج اُس کا ثمر

بے نمازی سے اللہ کی بیزاری

یہ فرماتے ہیں فخرِ دوجہاں محبوبِ یزدانی
کہ جس نے کی نمازِ پنج گانہ کی نگہبانی

بروزِ حشر اُس کے واسطے اک روشنی ہوگی
جو بن جائے گی حُجّت اور وجہ فیضِ ربّانی

مگر وہ جس نے پابندی نہ کی اپنی نمازوں کی
نہ کوئی روشنی اُس کے لئے ہوگی نہ آسانی

قیامت میں کہاں اُسکی نجات اور کیسا چھٹکارا
وہ ہو جائے گا قارونی و فرعونی و ہامانی

مخلوق پر اللہ کی شفقت

مروی ہے عمرؓ سے کسی غزوہ کا یہ قصّا
جب گرمِ سفر قافلہ تھا شاہِ اُمم کا

ناگاہ صحابہؓ میں سے کچھ لوگوں نے مِل کر
اک چھوٹے سے چڑیا کے کسی بچّہ کو پکڑا

اِس درجہ تھی اُس بچّے پہ ماں باپ کی شفقت
یہ دیکھتے ہی اُن میں سے اک سامنے آیا

اور گر پڑا بے خوف و خطر ہاتھ میں اُس کے
جس شخص کے قبضہ میں تھا ننھا سادہ بچّا

جب ماجرا دیکھا یہ صحابہؓ نے بہ حیرت
چھوٹا سا پرندہ ہے مگر حوصلہ اتنا

حضرت نے یہ فرمایا تعجّب ہے تمھیں کیوں
اُس طیر پہ جس طیر کا ہے قید میں بچّا

اُس مالک و خلّاقِ دو عالم کی قسم ہے
ہے مہرباں بچّے پہ یہ جتنا بھی پرندا

مخلوق پہ شفقت کا تعلّق ہے جہاں تک
ہے مہرباں اللہ کہیں اِس سے زیادہ

— و؛ نا —

شفاعت کی شرط

ہے یہ روایتِ زیادؓ[1] ایک تھا خادمِ رسولؐ
اُس نے یہ ایک دن کہا پڑھ کے حضورؐ پر درُود

اکثر و بیشتر نبیؐ مجھ سے یہ پوچھا کرتے تھے
ہے کوئی آرزو تری اے مرے خادمِ سُعُود؟

میں نے بالآخر ایک دن عرض کیا کہ اے حضورؐ
آپؐ ہیں رحمتِ تمام آپؐ پہ بیکراں درُود

اب مری آرزو کوئی ہے تو یہی کہ حشر میں
آپؐ مرے شفیع ہوں میری اسی میں ہے کشُود

اِس پہ حبیبِ کبریاؐ صلِّ علیٰ نے یہ کہا
"شرط ہے تو بھی کر مدد میری بکثرتِ سجُود"

---

[1] بنی مخزوم کے آزاد کردہ غلام

رحمتِ پروردگار

مروی ہے انسؓ سے کہ چند اصحابؓ کے ہمراہ
اک مرتبہ سرکارؐ کسی راہ سے گزرے

اک چھوٹا سا گودی سے اتارا ہوا بچہّ
حائل تھا کہیں بیچ میں اُس راہ گزر کے

اُس بچے کی ماں بھی تھی کہیں پاس ہی موجود
جب لوگوں کو دیکھا اِدھر آتے ہوئے اُس نے

وہ ڈر گئی یہ سوچ کے ایسا نہ ہو کوئی
اِن میں سے مرے لاڈلے بیٹے کو کچل دے

پھر دوڑی یہ کہتی ہوئی "بیٹا مرا بیٹا"
اور لے لیا جھٹ بچے کو آغوش میں اُس نے

اصحابؓ نے یہ مامتا دیکھی تو کیا عرض
اے سرورِ کونینؐ شہنشاہ ہمارے

ایسا تو کبھی ہو نہیں سکتا کہ یہ عورت
اپنی کسی اولاد کو خود آگ میں ڈالے

اصحابؓ کی اِن باتوں کے مطلب کو سمجھ کر
فرمایا شہنشاہِ دو عالمؐ نے یہ سب سے

ہو جاؤ خبردار کہ معبودِ حقیقی
"دوزخ میں نہ ڈالے گا کسی دوست کو اپنے"

وضو کا اثر

ابو ہریرہؓ سے ہے روایت کہ ہے یہ ارشادِ شاہِ بطحا
بلاشبہ میرے حوضِ کوثر کا طول اتنا ہے عرض اتنا

جو کوئی انساں سمجھنا چاہے تو اس کی وسعت کو یوں سمجھ لے
عدن کی ایلہ سے جو مسافت ہے اُس مسافت سے بھی زیادہ

ہے بے گماں برف سے سفید اسکا آب اور انگبیں سے شیریں
ظروف اسکے شمار میں آسماں کے تاروں سے ہیں زیادہ

مگر میں لوگوں کو اس سے روکونگا اس طرح جیسے ایک انساں
کسی کے اُونٹوں کو حوض سے اپنے روک دیتا ہے بے محابا!

جو لوگ محشر میں حوضِ کوثر سے روکے جائینگے وہ یہی ہیں
نفاق و بدعت ہے جنکا شیوہ شعار ہے ارتداد جن کا

کیا صحابہؓ نے عرض اے سرورِ دو عالمؐ رسولِ اکرمؐ
تو کیا بروزِ قیام پہچان لیں گے ہم تو حضورِ والا

ہوا یہ ارشادؐ ہاں اک ایسا نشان ہوگا تمہاری خاطر
جو تم سے پہلے کی اُمتوں کے کسی بشر کے لئے نہ ہوگا

یہ ہم پہ احسان ہے خدا کا کہ تم مرے پاس روزِ محشر
مثالِ غرِ محجلیںؔ آؤگے یہ ہوگا اثر وضو کا

(مسلم شریف)

لہ بچکلیاں گھوڑے

حرصِ دولت

ابنِ عباس رضؓ سے مروی ہے حدیثِ محکم
ہے یہ ارشادِ گرامیٔ شہنشاہِ اُمم

ابن آدم کے لئے ہوتے اگر دو میداں
دولت و ثروت و نعمت سے مرصّع تاہم

کرتا وہ آدمی اک تیسرے میداں کی تلاش
کون بھر سکتا ہے مٹی کے سوا اُس کا شکم

اور وہ بندۂ اللہ جو تائب ہو جائے
پھر تو اللہ بھی اُس بندہ پہ کرتا ہے کرم

محشر کی ندامت

کتنی سچی ہے یہ حدیثِ نبیؐ — حشر کے روز ہو گی جب پیشی
اِس قدر شرم ہو گی دامن گیر — آدمی پر کہ حد نہیں جس کی
وہ یہاں تک کہے گا میرے رب — بخش دیجے اب آپ دوزخ ہی
ہے اِس افتاد سے بھلی دوزخ — ہائے اِس وقت ہے جو مجھ پہ پڑی

گو کہ وہ خوب جانتا ہوگا
ہے جو اُس میں عذاب کی سختی

منافقین کا ٹھکانا

ابو احوصؓ سے یہ روایت ہے ابنِ مسعودؓ[۱] نے یہ فرمایا
جانتے ہو کہ اہلِ دوزخ میں کون بے حد عذاب میں ہوگا؟
اس پر اک شخص نے جواب فقط ایک لفظِ "منافقین" سے دیا
پھر کہا آپؓ نے کہ جانتے ہو کیسی ان لوگوں کو ملے گی سزا؟!
لیکن اس مرتبہ نفی ہی میں ابنِ مسعودؓ کو جواب ملا
پھر کہا آپ نے معاذ اللہ کس قدر حشر ہوگا اُن کا بُرا
ہونگے مضبوط آہنی تابوت جن میں ان سب کا داخلہ ہوگا
کردئیے جائینگے یہ جب داخل ہونگے تابوت انکے سربتا
ڈالے جائینگے اُس مقام پہ سب ہے جو اسفل ترین دوزخ کا
یعنی ایسے تنوروں کے اندر منہ سرنگوں سے تنگ ہے جن کا
جس کو کہتے ہیں لوگ جُبّ الحزن[۲] نام یہ کس قدر ہے ہوش رُبا

یہ رہیں گے اُسی کنوئیں میں سدا
ان کا کردار ان کو لے ڈوبا

---

۱ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ   ۲ غم کا کنواں

سائل کے ساتھ سلوک

روایت ہے حسینؓ ابنِ علیؓ سے
کہ فرمایا شہِ ہر دوسراؐ نے
سلوک اُس کے بھی ساتھ اچھا کرو تم
جو سائل بیٹھ کر گھوڑے پہ آئے

نجومیوں سے عقیدت رکھنے والے کی نماز

ہے اُس نمازی کی خاطر حدیثِ شاہِ حجاز
گیا جو پیشِ نجومیِ شعبدہ پرداز
کچھ اُس سے پوچھ کے خود کی جواب کی تصدیق
قبول ہوگی نہ چالیس دن تک اُس کی نماز
